إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵

الفضل

خطبہ نمبر

روزنامہ

ایڈیٹر:- غلام نبی

قادیان

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند …

قیمت ششماہی بیرون ہند …

جلد ۲۳	مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۵۴ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آج صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔

نظارت دعوت و تبلیغ نے ذیل کے اصحاب کو ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء سے مبلغ مقرر کیا ہے۔ (۱) مولوی عبد المالک خان صاحب پسر جناب خان ذو الفقار علی خان صاحب رام پوری۔ (۲) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ (۳) مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری۔ (۴) مولوی نعمت اللہ صاحب۔

جناب سید ناصر شاہ صاحب بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو

فرمایا:۔ "میری نصیحت اس وقت اپنی جماعت کو یہی ہے۔ کہ یہ دن بڑے سخت اور ہولناک ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے دلوں کو اور آنکھوں کو بُرے جذبات سے روکے۔ اور اپنے اعمال اور چال چلن میں خاص تبدیلی کرے۔ یہ وقت تبدیلی کا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں مانگنے کا۔ پس اس وقت خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ ایک شخص میں شادی کے دن طاعون سے مر گیا۔ دُنیا کی بے ثباتی کے لئے یہ کیسی عبرت بخش مثال ہے۔ اگر دانشمند غور کرے۔ تو ایک طرح سے یہ دن بڑے عجیب ہیں۔ ان پر نظر کرنے سے موت یاد آتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے۔ اور یقین ایک ایسی شے ہے جو اعلیٰ درجہ کی لذت اور سرور صادق الیقین کو بخشتا ہے۔ خدا شناسی کے مسئلہ پر اس وقت ہزاروں قسم کے حجاب اور گرد و غبار ہیں۔ اور وُہ یقین جو لذت بخش نتائج اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ وُہ نہیں رہا۔ اور وُہ سرور جو دُنیا کے تعلقات میں پیدا ہونے والے رنج اور غم کو دُور کرتا ہے۔ اس وقت نہیں۔ بلکہ یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ اکسیر مل جائے۔ تو مل جائے لیکن ایسے آدمی اس زمانہ میں ملنے مشکل ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا یقین رکھتے ہوں۔ جس نے ان کی ساری قوتوں۔ اور جذبات پر اپنا اثر کیا ہوا ہو۔ اور ایسی معرفت عطا کی ہو۔ جس سے ان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو چکی ہو۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ایسے دلوں کا ملنا بہت ہی مشکل ہے جو ایمان اور اسکے لذت بخش نتائج کی معرفت سے بھر ہوئے ہوں۔" (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۱ و ۲۲ر اکتوبر کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	پتہ	نمبر	نام	پتہ
۱	زاہدہ بی بی صاحبہ	ضلع بنکورا	۶	ایک صاحب	از سیالکوٹ
۲	حمیدن بی بی صاحبہ	"	۷	عیدن بی بی صاحبہ	ضلع بنکورا
۳	زبیدہ بی بی صاحبہ	"	۸	مریم بی بی صاحبہ	"
۴	عطاء اللہ صاحب	ضلع جالندھر	۹	احمد خان صاحب	ضلع گجرات
۵	جنت خاتون صاحبہ	"	۱۰	نواب دین صاحب	ضلع سرگودھا

جلسہ سالانہ کے متعلق ہر احمدی کی ذمہ واری

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس کے لئے انتظامات اور اجناس کی خرید و فروخت کا کام سرعت سے جاری ہے۔ جس کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق میں نے گذشتہ ماہ میں ہر ایک جماعت کو تحریک بھجوا دی تھی۔ الفضل میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد یاد دہانی اخبار الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی جس رفتار سے ہونی چاہیئے ابھی شروع نہیں ہوئی۔ حالانکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ عہدہ داران جماعت و احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے جلد تر چندہ جلسہ سالانہ کی رقوم بھجوائیں۔ ہر ایک جماعت کو چندہ جلسہ سالانہ کے بجٹ سے جائنٹ ناظر صاحبان کی طرف سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ جو عہدہ داروں نے اپنی جماعتوں سے وصول کر کے بھجوانا ہے۔ اگر کسی جماعت کو اطلاع نہ ملی ہو۔ تو دفتر ہذا سے بہت جلد دریافت فرمالیں۔ ناظر بیت المال قادیان

احرار کی تصویرِ عبرت

کفر کو انذار ہے ایمان کو تبشیر ہے — قلبِ حسانی کے لئے یہ باعثِ تطہیر ہے

"کامیابی کے لئے ہے شرط صدق و اتقاء" — آسماں کی لوح پر منقوش یہ تحریر ہے

اے عدو! مظلوم کا حامی خدا ہے اسلئے — آہِ مومن تیر ہے اس کی نگہ شمشیر ہے

پوچ کر تُت جھوٹ کا تو خائب و خاسر ہوا — وہ تری تدبیر تھی اور یہ تری تقدیر ہے

یاد کر انی مھینٌ من اراد اھانتک — تیرا یہ انجام اس الہام کی تفسیر ہے

غیر کی آنکھوں میں تنکے ڈھونڈتے پھرتے ہیں وہ — جن کی اپنی آنکھ میں اٹکا ہوا شہتیر ہے

بلبلیوں ہی بھیس بدلے مجلسِ احرار نے — اور اب تک لیڈری کی حرص دامنگیر ہے

کیوں نہ وہ تیار ہوں "دیوانِ علی" کے لئے — جن کا پیشہ رات دن تکفیر ہی تکفیر ہے

رنگ لے آئی ہیں آخر مفسدہ پردازیاں — یہ ہمارے نالۂ شبگیر کی تاثیر ہے

سرنگوں ہو کر گرا ابلیس والوں کا علم — اب فضاؤں پر مسلط نعرۂ تکبیر ہے

جو کھڑی کی تھی عمارت ظلم کی وہ گر گئی — اور خوابِ زندگی بھی تشنۂ تعبیر ہے

اٹھ رہا ہے مرقدِ احرار سے کچھ کچھ دھواں — یہ کسی عبرت کی جیتی جاگتی تصویر ہے

راجہ محمد اسلم بی۔اے

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں نگرانی کی سماعت کا دوسرا دن

الفضل کے خاص نامہ نگار کی رپورٹ

لاہور ۲۳ر اکتوبر۔ آج دس بجے ہائی کورٹ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف بقیہ کارروائی شروع ہوئی۔ رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو نے اپنی تقریر شروع کی۔ جو دس بجے سے کر ½۱۲ بجے تک جاری رہی۔ آج سر موصوف نے سشن جج کے فیصلہ کے چودہ فقرات پر جرح کرتے ہوئے فاضل جج سے درخواست کی کہ ان کو خارج از فیصلہ کیا جائے۔

سر سپرو نے اپنی تائید میں مختلف ہائیکورٹوں کے چودہ فیصلے پیش کئے جن کی بناء پر فاضل جج کو ان فقرات کے حذف کرنے کا کامل اختیار ہے۔

مولوی عطاء اللہ کی طرف سے محمد شریف ایڈووکیٹ لاہور نے جوابی تقریر کی جس میں سشن جج کے ریمارکس کی تائید کی۔ ابھی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ عدالت کل کے لئے برخاست ہوئی۔ آج سر تیج بہادر سپرو کی تقریر کے دوران میں ایک موقعہ پر کہا۔

"The Whole judgement I must say is very unfortunate."

سر تیج بہادر سپرو نے اختتام پر ۲۴ کو حاضری سے بوجہ مصروفیت معذرت کی۔ کل ۲۴ر کو مسٹر سلیم بیرسٹر ایٹ لاء حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کریں گے۔

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسے

حسبِ معمول سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے لئے اس دفعہ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے ۲۴ر نومبر بروز اتوار مقرر کیا ہے۔ اور حسبِ ذیل مضامین [illegible] جن پر لیکچر دیئے جائیں گے (۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر دشمنوں کی اذیتوں کے مقابلہ میں (۲) یتامیٰ کے ساتھ حسنِ سلوک کے [illegible] اسکے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تاکید۔ ابھی سے احباب کو ان مضامین کے متعلق تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

مومن اور غیر مومن کے آرام میں فرق

مومن کیلئے ضروری ہے کہ اپنی زندگی کو لوگوں کے لئے مفید ترین بنائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے خطبۂ جمعہ میں اس امر کے متعلق بعض باتیں بیان کی تھیں۔ کہ مومن کے آرام اور دوسرے لوگوں کے آرام میں

بہت بڑا فرق

ہوتا ہے۔ لوگ آرام کو کام کا ایسا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ جو کام کے ختم ہونے کے بعد آتا ہے۔ لیکن اسلام آرام اس کیفیت کا نام رکھتا ہے۔ جو کام کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے۔ تو لوگوں کی نگاہ میں آرام کا یہ مطلب ہے۔ کہ اسے کچھ دیر کے لئے صدقہ سے نجات مل گئی۔ لیکن اسلام اس بات کو آرام قرار نہیں دیتا بلکہ صدقہ کرتے وقت انسان جو یہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ کہ اسے اللہ تعالےٰ کے ایک حکم کے بجا لانے اور اپنے غریب بھائی کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ آرام ہے۔ غرض ہر کام کے کرتے وقت جو

سرور کی کیفیت

انسانی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی کا نام آرام ہے۔ اور جس کو لوگ آرام کہتے ہیں۔ یعنی کام کا ترک کر دینا اسے قرآن مجید آرام نہیں۔ بلکہ سستی غفلت اور کسل قرار دیتا ہے۔ مثلاً جب انسان ایک نماز پڑھ لے۔ اور پھر دوسری نماز کے لئے اپنے

دل پر بوجھ

محسوس کرے۔ اور کہے۔ کہ ابھی تو ایک نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ یہ دوسری پھر پڑھنی پڑ گئی۔ تو یہ کسل ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ منافق جب نمازوں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ قاموا کسالیٰ ان کے دلوں پر بوجھ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسی مصیبت پڑ گئی۔ تو

منافق کا نقطۂ نگاہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ چونکہ ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اس لئے اب وقفہ ملنا چاہیئے۔ چودہ پندرہ بیس۔ تیس یا اڑتالیس گھنٹے کا کم از کم دو نمازوں میں وقفہ ہونا چاہیئے تا انسان آرام کر سکے۔ لیکن اسلام آرام اسے قرار دیتا ہے۔ کہ جب ظہر کی نماز انسان پڑھ لے۔ تو

دل میں خلش

پیدا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی اور عبادت کریں اور جب عصر کی نماز پڑھ لے۔ تو پھر خلش پیدا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی اور عبادت کریں۔ اور جب مغرب کی نماز پڑھ لے تو پھر خلش پیدا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی اور عبادت کریں ؂۔

غرض

مومن کا آرام

اس کے قلب سے تعلق رکھتا ہے۔ جسم سے نہیں۔ اور وہ اس کے کام کا حصہ اور جزو ہوتا ہے۔ نہ علیحدہ چیز۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مومن کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب۔ یعنی جب تم

روحانی جنگ

سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اصل کام پھر بھی باقی ہوتا ہے۔ اس لئے پورے زور سے اللہ تعالےٰ کی طرف دوڑو۔

پس اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مومن کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کا اور اس کی اولاد اور عزیز و اقارب کا بھلا کام کرنے میں ہی ہے۔ اور

حقیقی آرام

بغیر کام کے نہیں مل سکتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں یہ خیال کہ کام کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے کام چھوڑ بھی دینا چاہیئے۔ یا کام کرنے کے بعد انسان کو پنشن ملنی چاہیئے۔ ایسا غالب ہے کہ کئی لوگ کام کو

بوجھ اور چٹی

تصور کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس کی اصلاح اور اپنی اولاد کی اصلاح کی طرف سے بالکل غافل ہیں۔ خود اپنے کاموں میں جس طرح انہیں اوقات کا استعمال کرنا چاہیئے۔ نہیں کرتے۔ حالانکہ جب انسانوں کے ذمہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہت بڑا کام ڈال گیا ہے۔ تو لازماً انہیں کام بھی بہت زیادہ کرنا چاہیئے۔ مثلاً تمام لوگوں کے ذمہ یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ روزی کمائیں۔ اور اپنے بیوی بچوں کو کھلائیں۔

اس کے لئے کسی کو چھ کسی کو سات کسی کو آٹھ کسی کو نو کسی کو دس کسی کو گیارہ اور کسی کو بارہ گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے لیکن جب کوئی شخص الٰہی سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو اس کے ذمہ

دو کام

ہو جاتے ہیں۔ ایک کام تو وہی ہے۔ جو باقی لوگوں کے ذمہ ہے۔ یعنی اپنے نفس کے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے روزی کمائے۔ اور کھلائے۔ لیکن دوسرا کام اس پر یہ بھی ڈالا جاتا ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کا والی وارث بنے۔ اور تمام دنیا کے آرام کا ذمہ دار بنے۔ پس جس کے ذمہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دو کام ہوں۔ اسے کام بھی دوہرا کرنا پڑے گا۔ مگر کتنے ہیں۔ جو اس طرف توجہ کرتے ہیں۔

ہم میں سے ہر شخص

اگر اپنے نفس پر اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے حالات پر غور کرے گا۔ تو ایسے تھوڑے ہی ایسے ملیں گے۔ جو واقعہ میں دوسرے کام پر اپنا اتنا ہی وقت صرف کرتے ہوں۔ جتنا وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے صرف کرتے ہیں۔ یا جتنا وقت صرف کرنا ایک انسان کے لئے ممکن ہے۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ چندہ دیا۔ اور چھٹی ہو گئی۔ یا نماز پڑھی اور فرض ادا ہو گیا۔ حالانکہ چندہ تو

کل کام کا صرف ایک جزو

ہے۔ اور نمازیں خود مومن کی بہتری اور روحانی ترقی کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ بھلا یتیموں

غریبوں اور مسکینوں

کو اس سے کیا فائدہ کہ تم نماز پڑھتے ہو یا دوسرے بنی نوع انسان کو کسی کی نماز سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ نماز تو انسان کے

اپنے نفع کے لئے

مقرر کی گئی ہے۔ اور اس لئے مقرر کی گئی ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں انسان کو

خدا تعالےٰ کا قرب

حاصل ہو۔ مگر جو ذمہ داری اس پر عائد کی گئی ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ وہ نہ صرف اپنا فکر کرے۔ بلکہ دوسروں کا بھی فکر کرے

اس کی کفالت تو اس سے نہیں ہو سکتی اس کی کفالت تو اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ ہر شخص نہ صرف

تمام دنیا کی فلاح و بہبود کا کام

اپنے ذمہ لیا۔ بلکہ اما بنعمۃ ربک فحدث کے مطابق اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا اظہار بھی کرے۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو۔ تو وہ دوسروں کو بتائے۔ کہ میرے پاس اتنا روپیہ جمع ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی مفید طاقتوں کو لوگوں کے لئے خرچ کرے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے علم ملا ہے۔ عقل ملی ہے۔ دولت ملی ہے۔ عزت ملی ہے۔ رتبہ ملا ہے۔ ان تمام نعمتوں کو وہ لوگوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرے۔ اگر علم ملا ہے تو لوگوں کو علم سکھائے عقل ملی ہے تو لوگوں کو عقل کی باتیں بتلائے کوئی پیشہ جانتا ہے تو پیشہ سکھائے۔ روپیہ ملا ہے تو اسے رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کرے ؛

غرض جب تک یہ روح ہر شخص میں پیدا نہ ہو جائے۔ اس وقت تک حقیقی آرام میسر نہیں آ سکتا۔ مگر یہ دنیا اپنے اندر اتنی

کشش اور جذب

رکھتی ہے۔ کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی عائد کردہ ذمہ واریوں کی بجاآوری کا خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر انہیں دنیا کے بداثرات سے نجات حاصل ہوتی تو وہ سمجھتے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے انہیں جسقدر مفید طاقتیں ملی ہیں۔ انہیں لوگوں کی بہبودی کے لئے خرچ کرنا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو

زندہ قومیں

کہلاتی ہیں۔ وہ اپنے کاموں کا کچھ حصہ لوگوں کیلئے وقف کر دیتی ہیں۔ ہندوستان میں ہزاروں انگریز نرسیں ایسی ہیں۔ جو ہندوستانی بیماروں کی تیمار داری میں ہی اپنی عمر بسر کر دیتی ہیں اور اس وجہ سے شادی تک نہیں کرتیں۔ کئی عورتیں مرد ایسے ہیں۔ جنہوں نے کوڑھیوں کا علاج ان کی پرورش اور ان کی رہائش کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ چنانچہ مدراس پنجاب اور بنگال میں جہاں جہاں کوڑھ ہوتا ہے۔

ایسے ہسپتال بنائے گئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ ان کی خدمت کرتے اور ان کے کھانے پینے اور پہننے کا بندوبست کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو تعلیم کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں

مدرسے اور کالج

کھول رکھے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہیں۔ اور انہوں نے یہی شغل رکھا ہوا ہے۔ کہ لوگوں کو مختلف پیشے سکھائیں۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو ہمیشہ غربا کی مدد کرتے ہیں۔ اور انہوں نے ایسی سوسائیٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ جو غریبوں اور یتامیٰ و مساکین کی خبر گیری کرتی ہیں۔

کئی مومن نما لوگ

ناک بھوں چڑھا کر کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ سب کچھ اپنی شہرت یا اپنے ملک کے مفاد کی خاطر کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا جس کے ذمہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی فرائض عائد ہوں۔ اسے ان لوگوں سے زیادہ جوش اور عمدگی کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔ یا نہیں اگر ایک شخص اپنے ملک سے محبت کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ

مخلوق کی خیر خواہی

کے کاموں میں حصہ لیتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنی قوم سے محبت کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری کرتا ہے۔ اگر ایک شخص عزت چاہتا ہے اور اس کے حصول کے لئے غریبوں سے ہمدردی کرتا ہے۔ تو کیا مومن

اپنے خدا سے محبت

نہیں کرتا۔ کہ اسے ان امور کی ضرورت نہیں۔ یہ کہہ دینا کہ وہ لوگ کام اپنے ملک کے فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ یا قوم کے فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ کوئی جواب نہیں بلکہ یہ الزام کو اور زیادہ قوی کر دیتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص یہ کہتا ہے۔ کہ یہ

قوم کی عزت کے لئے

غربا سے ہمدردی کرتے۔ یا رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی قوم سے محبت کرتے ہیں۔ یا جب وہ یہ کہتا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کے مفاد کے لئے ایسے کاموں میں

حصہ لیتے ہیں۔ تو گویا وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں۔ یا جب وہ کہتا ہے کہ فلاں لوگ اپنی

ذاتی شہرت

و عزت کے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذات سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر وہ شخص جو مدعی ہو اس بات کا کہ وہ

اپنی ذات سے بڑھ کر خدا سے محبت

کرتا ہے۔ اپنی قوم سے بڑھ کر خدا سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنے ملک کی محبت سے بڑھ کر خدا سے محبت کرتا ہے۔ یہ فقرہ کہہ کر اس کی عزت کہاں رہ سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ قوم سے محبت کرنے والا تو قربانی کر سکتا ہے لیکن خدا سے محبت رکھنے والا قربانی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ

اللہ تعالےٰ کی محبت

اور اس کا عشق جن لوگوں کو ہوتا ہے۔ وہ اسے

دنیا کی ہر چیز پر مقدم

رکھتے ہیں۔ باپ کیا۔ ماں کیا۔ عزیز و اقارب اور رشتہ دار کیا۔ سب کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جسے اللہ اور اس کے رسول سے اپنا باپ اپنے بیٹے اپنا قبیلہ اپنا مال اپنی تجارت اور اپنے مکانات زیادہ پسند ہیں۔ اسے کہہ دو۔ کہ تمہارا کوئی ایمان نہیں۔ تو

اللہ تعالےٰ کی غیرت

یہ کبھی برداشت نہیں کرتی۔ کہ کوئی اس کی محبت میں شریک بنے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت کو دیکھو۔ کہ

آپ کا طریق

ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کے نام کے لئے جو غیرت تھی۔ وہ اس واقعہ سے آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

احد کی جنگ

جو ایک مشہور جنگ ہے۔ اور ہر مسلمان جسے تاریخ اسلام سے ذرہ بھر بھی انس ہے۔ اس کے حالات جانتا ہے

اس جنگ میں ایک موقع پر ایسی حالت ہوگئی کہ صحابہؓ کے قدم اکھڑ گئے اور بہت تھوڑے صحابہ میدان جنگ میں رہ گئے۔ بلکہ ایک وقت ایسا آیا جب کہ صرف چھ سات صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رہ گئے دشمن انہیں بھی ریلتے ہوئے پیچھے کو دھکیل کر لے گیا۔ اور اس نے پتھروں کی بوچھاڑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر کردی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت تکلیف ہوئی آپ کے بعض دندان مبارک ٹوٹ گئے اور آپ تکلیف کی وجہ سے بے ہوش ہوکر گر گئے۔ اس کے بعد بعض اور صحابہؓ شہید ہوکر گرے اور ان کے جسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے اوپر گر گئے۔ اور باقی صحابہ نے خیال کیا کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پھر طاقت دی اور انہوں نے باوجود کمزوری کے اس

ایمان اور اخلاص سے کام

لے کر جوان میں ودیعت تھا پھر اکٹھا ہونا شروع کیا اور بہت سے صحابہ جمع ہوگئے صحابہ کا اخلاص اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ ایک صحابی کے متعلق تواریخ میں آتا ہے کہ وہ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے بعد میں جب کبھی وہ بدر کے واقعات سنتے تو انہیں بڑا درد پیدا ہوتا اور جوں جوں صحابہ کفار کی شکست کا ذکر کرتے انہیں اور زیادہ جوش آتا۔ اور وہ کہتے۔ میں اگر ہوتا تو آپ لوگ دیکھتے کہ کیا کرتا۔ بظاہر یہ ایک

متکبرانہ دعویٰ

ہے۔ مگر کبھی عشق میں چور ہو کر بھی اس قسم کے الفاظ انسان کے موہنہ سے نکل جاتے ہیں عام طور پر یہ فقرات منافقوں کے موہنہ سے نکلا کرتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی

نہایت جوشیلے مومن

بھی جب سنتے ہیں کہ وہ کسی خدمت دین کے خاص موقع سے محروم رہ گئے ہیں تو اس وقت وہ اپنا جوش اس قسم کے الفاظ سے نکالتے ہیں کہ اگر ہم ہوتے تو یوں کرتے۔ اسی جذبہ کے ماتحت یہ صحابی جب دوسرے صحابہ کی جرأت کا کوئی واقعہ سنتے تو کہا کرتے کہ تم نے کچھ بھی نہ کیا۔ میں اگر ہوتا تو دکھاتا کہ کس طرح جنگ کیا کرتے ہیں۔ احد کی جنگ میں یہ بھی شامل تھے چونکہ اس جنگ میں مسلمانوں کو پہلے فتح ہوئی تھی وہ مطمئن ہوکر ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے۔ اور کھجوریں کھا رہے تھے۔ کھجوریں کھاتے ہوئے انہوں نے کیا دیکھا کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ایک پتھر کے اوپر بیٹھے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ انہوں نے پوچھا عمرؓ کیا ہوا روتے کیوں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں وہ اس وقت آخری کھجور کھانے لگے تھے۔ اور موہنہ کی طرف لے جارہے تھے کہ جونہی انہوں نے یہ بات سنی کھجور اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور کہا میرے اور جنت کے درمیان کیا صرف یہی کھجور حائل نہیں؟ پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا مجھے آپ پر تعجب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر شہید ہوگئے ہیں تو آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں جہاں وہ گئے ہم بھی وہیں جائیں گے۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور

میدان جنگ میں کود پڑے

اور اتنی بہادری سے لڑے کہ جب وہ لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ تو بعد میں ان کے جسم پر تلوار کے ستر زخم دیکھے گئے غرض صحابہ

جوش ایمان

سے باوجود ظاہری کمزوری کے دوبارہ پاؤں اکھڑ جانے کے پھر اکٹھے ہو گئے اور جب انہوں نے نعشوں کو ہٹایا تو دیکھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں صحابہ نے آپ کو اٹھایا۔ اور جب آپ کو ہوش آیا تو آپ تمام مسلمانوں کو ایک پہاڑ کی طرف لے گئے۔ اس وقت چونکہ تمام صحابہؓ زخموں سے چور تھے اور بہت کم ایسے تھے جو تندرست ہوں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صحابہ کو ہدایت

فرمائی۔ کہ خاموش رہو۔

دشمن کو خواہ مخواہ برانگیختہ کرنے کی کیا ضرورت ہے

ابو سفیان جو کفار کا کمانڈر تھا مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر بولا دیکھا ہم نے بدر کا بدلہ لیا یا نہیں۔ پھر کہا دیکھو ہم نے تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ماردیا۔ بعض صحابہ اس پر بولنے لگے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ چپ رہو۔ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب مسلمانوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا تو وہ کہنے لگا۔ کیا تم میں ابوبکر زندہ ہے۔ (میں اس جگہ ضمناً یہ بات بتادیتا ہوں کہ ابوسفیان کے ان سوالات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کفار تک بھی یہ سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی

مسلمانوں میں اعلیٰ حیثیت

رکھتے ہیں اور آپکی وفات کے بعد انہی کا وجود مسلمانوں کے لئے نقطۂ اجتماع ہو سکتا ہے۔) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر صحابہ سے فرمایا۔ خاموش رہو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ جب ابوسفیان کو اس بات کا بھی جواب نہ ملا تو کہنے لگا۔ ہم نے ابوبکر کو بھی ماردیا۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم میں عمرؓ زندہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دینے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا۔ چپ رہو جب اس بات کا بھی ابوسفیان کو کوئی جواب نہ ملا۔ تو وہ کہنے لگا ہم نے عمرؓ کو بھی ماردیا۔ پھر اس نے تکبر سے نہایت بلند آواز سے نعرہ لگایا اور کہا اعل ھبل۔ اعل ھبل۔ ہبل ان کا دیوتا تھا جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ آج

واحد خدا کے پرستار

ہبل کی پرستش کرنے والوں کے سامنے تباہ ہو گئے۔ اور ہبل جیت گیا۔ صحابہ اس پر خاموش رہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بار بار یہ ہدایت دے چکے تھے۔ کہ چپ رہو۔ مگر جب ابوسفیان نے اعل ھبل کا نعرہ لگایا۔ اور فخر یہ کہا کہ ایک خدا کے مقابلہ میں ہبل جیت گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے جوش سے صحابہ کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کہیں آپ نے فرمایا کہو

اللہ عزوجل اللہ عزوجل

تم ہبل کو لئے پھرتے ہو ہبل تو کوئی چیز نہیں اللہ ہی ہے جو عزت وجلال والا ہے اور اسی کا نام دنیا میں بلند ہے۔ تو دیکھو کتنے نازک مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کا مظاہرہ

فرمایا۔ دشمن مسلمانوں کی کمزوری کو دیکھکر انہیں چیلنج کرتا ہے اور کہتا ہے ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماردیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ماردیا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی کمزور حالت کو دیکھکر فرماتے ہیں خاموش رہو اور جواب مت دو۔ مگر جونہی خدا کا نام آتا ہے اور ھبل کی فتح جتائی جاتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ سے فرماتے ہیں۔

خاموش کیوں ہو

بولو اللہ عزوجل۔ اللہ عزوجل۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے مومن کو جو محبت ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ ماں باپ بیٹے بھائی بہنیں عزیز واقارب اور رشتہ دار سب اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے جو دیر کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے مختلف باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ باتوں باتوں میں حضرت ابوبکر سے کہنے لگے۔ ابا جان فلاں جنگ کے موقع پر میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ آپ میرے سامنے سے دو دفعہ گذرے۔ میں اگر اس وقت چاہتا تو آپ کو ماردیتا۔ مگر میں نے اس خیال سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ کہ آپ میرے باپ ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بولے۔ میں نے تجھے اس وقت دیکھا نہیں۔ اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو چونکہ تو

خدا کا دشمن

ہوکر میدان میں آیا تھا اس لئے میں تجھے ضرور مار دیتا۔ تو مومن کا سارا دارومدار اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے بے شک وہ اپنے باپ سے محبت کرتا

بے شک وہ اپنی ماں سے محبت کرتا ہے بے شک وہ اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ مگر اس کی ساری محبتیں

خدا تعالےٰ کی محبت کے مقابلہ میں

بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ جس طرح سورج چڑھتا اور تمام روشنیوں کو ماند کر دیتا ہے اسی طرح جب خدا تعالےٰ کی محبت کا سورج چڑھتا ہے۔ تو کوئی محبت اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ اور وہ اس طرح غائب ہو جاتی ہیں۔ جس طرح جگنو کی چمک سورج کی روشنی کے مقابلہ میں غائب ہو جاتی ہے۔ ایک مومن کے لئے کتنی غیرت کا مقام ہے۔ کہ اس وقت دنیا اپنے

چھوٹے بتوں کی خاطر قربانیاں

کر رہی ہے۔ کوئی اپنی قوم کے بت کے آگے جھکا ہوا ہے۔ کوئی اپنے ملک کے بت کے آگے جھکا ہوا ہے۔ کوئی اپنی ذات کے بت کے آگے جھکا ہوا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کا پرستار اس کے لئے قربانیاں کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور پھر دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ وہ خدا سے محبت رکھتا ہے۔ آخر خدا کی محبت کی کوئی علامت بھی تو ہونی چاہیئے۔ کبھی تم نے دیکھا کہ کوئی چیز اپنی حقیقی شان میں موجود ہو۔ اور پھر اس کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ سورج چڑھا ہوا ہو۔ مگر اس کی روشنی نہ ہو۔ کس طرح ممکن ہے کہ آگ جل رہی ہو مگر وہاں گرمی اور دھوآں نہ ہو۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ کا عشق

انسان کے دل میں ہو۔ مگر اس کی چنگاری میں چمک پیدا نہ ہو رہی ہو۔ جہاں عشق ہوتا ہے۔ وہاں تو محبوب کی معمولی معمولی بات بھی پسند آ جاتی ہے۔ احادیث میں ذکر آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تو راستہ میں آپ نے ایک جگہ پیشاب کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ بھی جب ایک دفعہ اس مقام سے گزرے۔ تو اسی جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ چونکہ وہ تھوڑی دیر پہلے بھی پیشاب کر چکے تھے۔ اس لئے ایک شخص نے پوچھا۔ ابھی آپ پیشاب کر کے آئے تھے۔ پھر یہاں پیشاب کرنے بیٹھ گئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جواب دیا۔ مجھے پیشاب کی حاجت تو نہ تھی۔ مگر میں یہاں اس لئے بیٹھ گیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پیشاب کی حاجت پر بیٹھے تھے۔

دنیوی عاشقوں کے قصے

جو مشہور ہیں۔ وہ بھی انسان کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ مشہور ہے کہ مجنوں لیلےٰ کے کوچہ کی طرف گیا۔ تو لیلےٰ کے کتے کو چمٹ گیا۔ کسی نے کہا کتے کو چوم رہے ہو۔ کہنے لگا کتے کو نہیں بلکہ لیلےٰ کے کتے کو۔ پھر تعجب ہے انسان دعوےٰ تو یہ کرے۔ کہ وہ خدا کا عشق اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر اس کی کوئی گرمی اس کی کوئی سوزش اس کی کوئی جلن اور اس کا کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ وہ کیسی آگ ہے۔ جو جلاتی نہیں۔ وہ کیسی آگ ہے جو گرمی نہیں پہونچاتی۔ وہ کیسی آگ ہے جو دھوآں نہیں دیتی۔ پس

مومن کے لئے ضروری

ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کو مفید ترین بنائے کیونکہ یہی اس کے پیارے خدا کی خواہش اور آرزو ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مومن کی تعریف

کیا کی ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ذکر ہوا۔ اور لوگوں نے کہا یہ کیا عجیب پھل ہے۔ جب کچا ہو تب بھی کھایا جاتا ہے۔ اور جب پک جائے تب بھی کھایا جاتا ہے۔ خشک ہو تب بھی کھایا جاتا ہے۔ تر ہو تب بھی کھایا جاتا ہے یہ پھل کا پھل ہے۔ غذا کی غذا اور مقوی کا مقوی۔ اس کا چھلکا بھی کام آتا ہے۔ اور پتہ بھی۔ غرض اسکا درخت اسکا پھل۔ اس کا پتہ سب کچھ کام آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا یہ

مومن کی پھوپھی

ہے۔ مطلب یہ کہ مومن کو بھی ایسا ہی بننا چاہیئے۔ کہ اس کا وجود ہر رنگ میں لوگوں کے لئے مفید ہو۔ وہ بیمار ہو یا تندرست۔ بوڑھا ہو یا جوان۔ چھوٹا ہو یا بڑا مصیبت میں ہو۔ یا راحت میں۔ ہر حالت اور ہر صورت میں وہ دنیا کے لئے مفید بنے۔ غرض مومن کی یہ علامت ہے۔ کہ اس کا کوئی وقت بیکار نہ ہو۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ جب تک وہ اپنے آپ کو

دنیا کے لئے کار آمد

نہ بنائے۔ اللہ تعالےٰ کا عاشق نہیں کہلا سکتا میں سمجھتا ہوں۔ کہ کئی غلطیاں عادتوں کے ماتحت انسانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ نہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور نہ

اپنی اولاد کی اصلاح

کی طرف۔ میں نے کئی دفعہ اولاد کی اصلاح کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ مگر کتنے ہیں جو اپنی اولاد پر اس لئے بوجھ ڈالتے ہیں۔ کہ ان کی آئندہ زندگی سنور جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ استاد اگر بچوں کو ذرا سا بھی جھڑک دے۔ تو ان کے ماں باپ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہمارے بچوں پر ظلم کیا گیا۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ کئی دفعہ ظالمانہ طور پر بھی استاد بچوں کو پیٹتے ہیں۔ اور ان کا بچوں کو اس طرح پیٹنا نہ صرف اخلاق اور صحت کے لحاظ سے بلکہ دین کے لحاظ سے بھی مضر ہوتا ہے۔ اور میں اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ والدین بغیر کسی وجہ کے شور مچا دیتے ہیں۔ استاد حق پر ہوتا ہے۔ مگر وہ

بچوں کی بے جا محبت

میں استاد کے خلاف شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ انہیں مثلاً اسی پر تکلیف محسوس ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ کہ ہمارے بچوں پر نمازوں کے لئے کیوں پابندی عائد کی جاتی ہے۔ اور کیوں ان کے آرام میں خلل ڈالا جاتا ہے۔ بورڈنگوں سے وہ اس لئے گھبراتے ہیں۔ کہ اگر ہمارے بچے ان میں داخل ہو گئے۔ تو نہ معلوم ان سے کیا سلوک ہو گا۔ ان کی نگرانی کی جائے گی۔ انہیں باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھنی پڑیں گی۔ اکثر اوقات جب بچوں کے کسی عیب کو بیان کیا جاتا ہے۔ تو ماں باپ کو برا لگتا ہے۔ اگر ان کا بچہ جھوٹ بول رہا ہو۔ اور انہیں توجہ دلائی جائے۔ تو وہ سنکر ہنس دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کیا ہوا نیا نیا ہے۔ حالانکہ بچپن ہی تو وہ عمر ہے۔ جس میں اخلاق سدھر سکتے ہیں۔ بڑے ہو کر کیا اصلاح ہو گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمیشہ

آم کے درخت کی مثال

دیا کرتے تھے۔ کہ جب اس کی گٹھلی زمین میں ڈالی جاتی ہے۔ تو تھوڑے دنوں کے بعد اس کا خوشہ سا نکل آتا ہے۔ بچے اس وقت گٹھلی زمین سے اکھیڑ کر اور اسے ذرا سا گھس کر باجہ بنا لیتے ہیں۔ جنکو پنجابی میں پیپیاں کہتے ہیں۔ مگر جب آم کا درخت بڑا ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت بچے کیا اگر سارا خاندان ملکر بھی اسے دھکے دے۔ تو وہ نہیں گر سکتا یہی حال انسان کے گناہوں اور عیوب کا ہوتا ہے جب گناہوں کی ابتداء ہو۔ اس وقت انہیں دور کیا جا سکتا۔ اور اس کے پودہ کو اکھیڑا جا سکتا ہے۔ مگر جب گناہ نشو ونما پا جائیں اور

درخت کی صورت

اختیار کر لیں۔ تو پھر ان کو اکھیڑنے کے لئے کسی زلزلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ غرض ماں باپ کے لئے موقعہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بچپن میں اپنی اولاد کی اصلاح کریں۔ اور ان سے نمازوں کی پابندی کرائیں۔ لیکن چونکہ وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے ان کے لڑکے آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ اور جب دریافت کیا جائے تو کہہ دیتے ہیں۔ کیا کیا جائے۔ بڑا شوخ بچہ ہے اور جب وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے چہرہ سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا اس کی شوخی پر انہیں بڑا فخر ہے۔

ایک چھوٹی سی بات

میں بتاتا ہوں۔ کئی دفعہ میں نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر لوگوں نے اب تک عمل نہیں کیا۔ بازاروں میں سے جب ہمارے بچے گزرتے ہیں تو چونکہ وہ غیروں کو گالیاں دیتے عام طور پر سنا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگر کسی کو بنی نوع انسان سے محبت ہو۔ اور وہ دوسرے کے بچوں کو بھی اپنے بچوں کی طرح سمجھے۔ تو وہ انہیں محبت اور پیار سے سمجھا سکتا ہے۔ کہ گالیاں نہیں دینی چاہئیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ بچے گالیاں دیتے ہیں اور نہایت گندی گالیاں دیتے ہیں۔ لوگ پاس سے گزر جاتے ہیں۔ اور انہیں منع نہیں کرتے۔ انہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ یہ گالیاں نہیں بلکہ زہر ہے جو یہ کھا رہے ہیں۔ اس سے ان کو روکنا چاہیئے۔ یہ

چھوٹی سے چھوٹی نیکی

ہے۔ جو کی جا سکتی ہے مگر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص راستہ سے کانٹا ہٹا دے۔ تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایک کنکر یا کانٹے کا راستہ سے ہٹا دینا تو ثواب کا موجب ہے۔ لیکن اگر کوئی بچہ گالیاں دے کر زہر کھا رہا ہو۔ اور تم اسے روکو تو تمہارے لئے کوئی ثواب نہیں۔ یا تم اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھتے ہو۔ کہ تمہیں

ثواب کی ضرورت

ہی نہیں۔ صحابہؓ کو تو اس قسم کی باتوں کا اتنا شوق تھا۔ کہ ایک دفعہ جب ایک صحابی نے دوسروں کو بتایا۔ کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص میت کا جنازہ پڑھے۔ اسے کندھا دے۔ اور پھر اس کے دفن ہونے تک قبر پر ٹھہرا رہے۔ تو اسے احد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ تو بعض صحابہ کہنے لگے۔ تم نے یہ بات ہمیں پہلے کیوں نہ بتائی۔ نہ معلوم عدم علم کی وجہ سے اب تک ہم نے کتنے ثواب کے احد ضائع کر دیئے۔ اسی طرح تم بھی اپنے آپ کو خاموش رکھتے ہو۔ اور دوسروں کو بدی سے نہیں روکتے۔ پس کیا معلوم کہ تم نے بھی ہزاروں نہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں احد ضائع کر دیئے ہوں۔

پس جب کسی بچے کو گالیاں دیتے سُنو۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ اسے منع کرو مگر لڑ کر نہیں۔ بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ۔ پھر

اپنے بچوں کو نمازوں کا پابند بناؤ

اور ان سے کام لو۔ کام کرنے سے کبھی صحت خراب نہیں ہوتی۔ بلکہ بیکار بیٹھنے سے صحت خراب ہوتی ہے۔ بے شک شاذ کے طور پر ایسے لوگ بھی ملتے ہیں۔ جنہیں کام کی زیادتی کی وجہ سے سل اور دق ہو گئی مگر کثرت سے دنیا میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ آوارگی کی وجہ سے

نوجوانوں کو سل یا دق

ہوئی۔ وہ بیکاری اور آوارگی کی وجہ سے ایسی عمر میں شہوانی باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جس عمر میں شہوانی باتوں کی طرف توجہ کرنا زہر ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کا دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ دل کمزور ہو جاتا ہے۔ پھیپھڑے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بعض پاگل ہو جاتے۔ اور بعض سل یا دق کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تم کسی سکول میں چلے جاؤ۔ تمہیں نظر آئے گا کہ زیادہ پڑھنے کے نتیجہ میں سل دق سے بیمار رہ کر مرنے والے تھوڑے ہیں۔ لیکن آوارہ ہو کر سل دق کا شکار ہونے والے بہت زیادہ ہیں۔ پس جو لوگ اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ انہیں کم از کم اپنی اولاد کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ یہ کیوں کہا جائے۔ کہ فلاں شخص

اپنی اصلاح

نہیں کر سکتا۔ ہر شخص ہر عمر میں اپنی اصلاح کر سکتا۔ اور نیکیوں میں ترقی کر سکتا ہے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر جگہ ایسی سوسائٹیاں اور انجمنیں بنائیں۔ جو مفید کام کرنے والی ہوں ہر محلہ میں اگر کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں جو بیواؤں کو سودا سلف لا دیا کریں۔ یا یتیم بچوں کی نگرانی کریں۔ تو یہی بہت بڑا کام ہے تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تمہیں یہ کام کرنا آتے نہیں۔ تم میں سے جسے ایک حرف پڑھنا بھی نہیں آتا۔ وہ بھی یہ کام کر سکتا ہے۔ کیا وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کہ جب وہ اپنا سودا لینے جائے۔ تو اپنے محلہ کی بیواؤں یا معذور عورتوں سے بھی پوچھتا جائے۔ کہ انہوں نے کوئی سودا تو نہیں منگوانا۔ اور پھر اپنے سودے کے ساتھ ان کا سودا بھی لیتا آئے۔ آخر اس سے کونسا ایسا زائد بوجھ پڑ سکتا ہے۔ جو انسان اٹھا نہیں سکتا گلی میں سے گزرتے ہوئے اگر انسان

کسی بیوہ کے دروازہ پر دستک

دے کر دریافت کرے۔ کہ بازار سے کوئی سودا تو نہیں منگوانا۔ یا کوئی یتیم گزر رہا ہو تو اسے پیار کر دے۔ تو اس پر کونسا وقت خرچ ہوتا ہے۔ یتامیٰ کی خرابی کی بڑی وجہ یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ انہیں پیار کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اگر تم اپنے بچہ کو پیار کرتے وقت کسی یتیم کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دیتے ہو۔ تو اس پر ایک منٹ بھی نہیں لگتا۔ مگر کتنے ہیں۔ جو یہ کام کرتے ہیں۔ یتیم کی طرف اگر ایک دفعہ بھی

محبت کی نگاہ

سے دیکھ لیا جائے۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے ممنونِ احسان ہو جاتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ روٹی ایک ضروری چیز ہے۔ اور جب تک انسان روٹی نہ کھائے۔ وہ بھوک سے تکلیف پاتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ پانی ایک لطف دینے والی چیز ہے۔ اور اگر انسان پانی نہ پیئے۔ تو پیاسا رہتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ کپڑے ایک اچھی چیز ہیں اور انسان اگر کپڑے نہ پہنے۔ تو ننگا رہتا ہے اور اس میں بھی شُبہ نہیں۔ کہ اچھی روٹی اچھے پانی اور اچھے کپڑے کی طرف سب کو رغبت ہوتی ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک

محبت کرنے والے ہاتھ کی یتیم کو ضرورت

ہوتی ہے۔ تم ایک یتیم کو اچھی سے اچھی غذائیں کھلا کر۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ کپڑے پہنا کر خوش نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ایک غریب اور فقیر انسان اپنا محبت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دے۔ تو وہ خوش ہو جائے گا۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسا کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ یا کوئی ہے۔ جو کہہ سکے۔ کہ اس قسم کے کاموں کے لئے اس کے پاس وقت نہیں۔ پس اپنے آپ کو دنیا کے لئے

مفید ترین وجود

بناؤ۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ بلا وجہ انجمنیں اور سوسائٹیاں بنانا اچھا نہیں مگر اس قسم کے کاموں کے لئے جیسا بیواؤں کی خبر گیری یا یتامیٰ کی نگرانی ہے۔ انجمنیں بنائی جا سکتی ہیں۔ اور یتامیٰ کی پرورش اور ان کی نگرانی کے نقطۂ نگاہ کے ماتحت یتیموں کو گھروں میں بھی رکھا جا سکتا ہے مگر کئی لوگ یتامیٰ کو اپنے گھروں میں رکھ کر ایسا

ظالمانہ سلوک

ان سے کرتے ہیں۔ کہ حالات سنکر دل ڈر جاتا ہے۔ وہ گھروں میں ان کی پرورش نہیں کرتے۔ بلکہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ان سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ کام تو لیا جائے۔ بلکہ اپنے بچوں سے بھی کام لینا چاہیئے مگر اپنے بچوں کی طرح کبھی ان سے پیار بھی تو کرنا چاہیئے۔ نہ سہی اپنے بچے جتنا۔ اس سے کچھ کم سہی۔ تا یتیم اگر یہ نہ سمجھے کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ تو کم از کم یہ تو سمجھے۔ کہ میں اس کا بھتیجہ ہوں۔ یا دور کا کوئی رشتہ دار ہوں۔

یاد رکھو۔ عوام کی بہبود کے کام عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔ اور مرد بھی۔ پھر اس قسم کے کاموں میں

کسی خاص مذہب کا سوال

نہیں ہوتا۔ اور نہ یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ صرف مسلمان سے ہمدردی کی جائے۔ بلکہ ایک ہندو۔ ایک سکھ۔ ایک عیسائی۔ اور ایک یہودی غریب سے بھی اسی طرح کا حسنِ سلوک کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اما بنعمۃ ربک فحدث۔ تم پاگلوں کی طرح دنیا کی دوڑ سے پھرو۔ اور جو نعمت اللہ تعالےٰ نے تمہیں دی ہے۔ اس سے لوگوں کو مستفیض کرو۔ روپے کے متعلق اگر بخل بھی کر لیا جائے تو دوسری چیزوں کے متعلق بخل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ تو جتنی خرچ کی جائیں۔ اتنی ہی بڑھتی ہیں۔ روپیہ بھی خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ مگر اس کا بڑھنا ہر ایک کو نظر نہیں آ سکتا۔ لیکن باقی چیزوں کے متعلق تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ انہیں جتنا خرچ کیا جائے۔ اتنی ہی بڑھتی ہیں۔

بڑے بڑے نامور ادیب

جو دنیا میں گزرے ہیں۔ ان کی کتابوں پر بعض دفعہ معمولی معمولی مدرس اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ جس کی یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ مدرس روزانہ تعلیم دینے کی وجہ سے صرف و نحو کے مسائل سے خوب واقف ہوتا ہے لیکن ادیب کو ان باتوں کا زیادہ علم نہیں ہوتا۔

پس یاد رکھو۔ کہ اگر

خدا تعالےٰ کا قرب

چاہتے ہو۔ تو اپنے آپ کو مفید بنانے کی کوشش کرو اس بارے میں کسی علم کی ضرورت نہیں۔ دولت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ تم میں سے اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہے۔ یا علمی حالت کمزور ہے۔ تب بھی وہ ایسے کاموں میں حصہ لے سکتا ہے۔ جن میں بنی نوع انسان کا فائدہ ہو۔

قادیان کی لجنہ اماء اللہ

کو بھی میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے مگر انہوں نے اب تک کوئی توجہ نہیں کی۔ اس کی ذمہ واری میری بیویوں اور لڑکیوں پر بھی ہے۔ اور باقی عورتوں پر بھی۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے۔ کہ کئی عورتیں زچگی میں محض اس لئے مر جاتی ہیں۔ کہ انہیں

بروقت صحیح امداد

نہیں ملتی۔ چونکہ عام عورتیں زچگی کے اصول نہیں جانتیں۔ اور بوجہ غریب اور ان پڑھ ہونے کے صفائی کے اصول سے بھی ناواقف ہوتی ہیں۔ اس لئے ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ان کی جانیں ضائع چلی جاتی ہیں۔ میں نے لجنہ سے کہا تھا۔ کہ اگر تم اور کچھ نہیں کر سکتیں۔ تو یہی کر لو۔ کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو۔ تو دو چار دن صحیح طریق پر اس کے لئے امداد بہم پہونچائی جائے۔ یہ صرف

دو چار دن کی بات

ہوتی ہے۔ مگر ان دو چار دنوں میں ہی سینکڑوں عورتیں مر جاتی ہیں۔ اور ایسی معمولی معمولی غفلت کی وجہ سے مر جاتی ہیں۔ کہ انسان انہیں معلوم کر کے تعجب کرتا ہے۔ تو بہت بڑے کام کئے جا سکتے ہیں۔ اور ہر طبقہ اور ہر سوسائٹی کے لوگ ان میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مگر اس طرف رغبت بہت کم ہے۔ اور امید یہ کی جاتی ہے۔ کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعامات وہ ملیں۔ جو کامل مومنوں کو ملا کرتے ہیں۔ جو کسی طرح ممکن نہیں۔ اگر تم کڑوی چیز بوؤ گے۔ تو کڑوی ہی اگیگی۔ میٹھی چیز بوؤ گے تو میٹھی اگیگی۔ کھٹی چیز بوؤ گے۔ تو کھٹی اگیگی۔ جیسی جیسی محبت کا رنگ پیدا کرو گے۔ اسی قدر

اللہ تعالےٰ کے انعامات

بھی تمہیں حاصل ہونگے۔ خالی منہ کے دعووں سے کچھ نہیں بن سکتا

پس ایسے وقت میں جبکہ جماعت مصائب و مشکلات میں گھری ہوئی ہے۔ میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ وقت ہوشیاری کا ہے۔ اب بھی

اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو

اور مخلوق سے ہمدردی کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرو۔ صرف ارادہ اور عزم کی ضرورت ہے۔ سامان اللہ تعالےٰ خود بخود مہیا کر دیتا ہے۔

قادیان کے لوگوں پر

خصوصیت سے بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ میں نے محلہ وار انجمنیں اسی غرض کے لئے بنائی تھیں۔ کہ وہ اس قسم کے کاموں میں مستعدی سے حصہ لیں۔ مگر ان کے پریذیڈنٹ بھی اسی طرح سست ہو گئے۔ جس طرح اور لوگ سست ہیں۔ اور وہ ہمدردی اور اخوت جو ہر شخص میں ہونی چاہیئے۔ اس کا انہوں نے بہت کم نمونہ دکھایا ہے۔ بے شک پچھلے دنوں جب

وقف کنندگان میں سے ایک نوجوان

نذیر احمد پر کیچار نہ گذرا۔ تو یہاں کی جماعت کے افراد نے بہت اچھا نمونہ دکھایا۔ کئی لوگ راتوں رات بٹالہ گئے۔ اور انہوں نے اچھی خدمت کی۔ یہ چیزیں مجھے یاد ہیں بھولی ہوئی نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اس سے بہت زیادہ کام اور مستقل کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جب کوئی صدمہ تازہ ہو۔ اس وقت ہر شخص کے دل میں جوش ہوتا ہے۔ مگر پھر جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس لئے روزانہ ان کاموں کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکالنا چاہیئے۔ مثلاً

صفائی

ہی ہے۔ جس کی طرف سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ قادیان کے راستوں اور گلی کوچوں میں اتنا گند ہوتا ہے۔ کہ گذرا نہیں جاتا۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے۔ کہ صفائی کے لئے کوئی قدم اٹھاؤ۔ میں خود شریک ہونے کے لئے تیار رہوں۔ مگر نہ نظارتیں اس طرف توجہ کرتی ہیں۔ اور نہ محلہ وار انجمنیں۔ اگر کوئی اس قسم کا کام شروع کیا جائے۔ تو جب میں اس میں شامل ہونے کے لئے جاؤنگا۔ تو مخلص لوگ تو جائیں گے ہی۔ مجھے دیکھکر کمزور لوگ بھی چلے جائیں گے۔ اور اس طرح

ہم خرما و ہم ثواب

کی مثل کے مطابق اس میں شامل ہو جائینگے اور اگر یہ نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اگر ہر محلہ میں لوگ اپنے اپنے دروازوں کے آگے گند جمع نہ ہونے دیں۔ تو اس طرح بھی بہت حد تک صفائی ہو سکتی ہے۔ ان امور کی طرف توجہ نہ کرنے کے نتیجہ میں کتنی بیماریاں ہیں۔ جو آتی ہیں۔ ہیضہ۔ طاعون۔ ٹائیفائڈ وغیرہ سب بیماریاں گندگی سے ترقی پاتی ہیں

اور غلاظت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی کئی دفعہ صحابہ سے اس قسم کا کام لے لیا کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے حکم دیا۔ کہ آوارہ کتے مارو۔ چنانچہ صحابہ کتے مارتے رہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر ایک کانٹا بھی راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔ جب راستہ سے کانٹا ہٹانے کا ثواب ہے۔ تو یہاں جو ڈھیروں ڈھیر غلاظت پڑی ہوتی ہے کیا اُسے دور کرنے کا ثواب نہیں ہوگا۔ عام طور پر ہمارے ملک میں لوگ راستہ پر پیشاب کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ دس قدم ہٹ کر پیشاب کرو۔ تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے پنجابی تو بعض دفعہ عجیب رنگ میں جواب دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں چھڈ بھی یار۔ تینوں کدی پیشاب نہیں آندا۔ اور یہ کہکر وہیں پیشاب کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ

تہذیب کی بالکل ابتدائی باتیں

ہیں۔ اور اگر دس دن بھی لوگ احتیاط کریں تو سب کو اس کا فائدہ محسوس ہونے لگیگا۔ اور آئندہ کے لئے اس قسم کی باتیں نہ ہونے دینگے۔ بس

یتامیٰ و مساکین کی خبر گیری

کرو۔ بیواؤں کی خبر گیری کرو۔ لوگوں کی اخلاقی تمدنی اور اقتصادی حالت کی درستی کی طرف توجہ کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ چند دن کے بعد ہی تم کو ایسی عادت پڑ جائے گی۔ کہ یہ کام بوجھ نہیں معلوم ہونگے۔ دیکھ لو۔ نمازوں پر کتنا زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے۔ کئی گھنٹے اس پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ مگر چونکہ نمازیں پڑھنے کی لوگوں کو عادت ہوتی ہے۔ اس لئے بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ جو لوگ زیادہ نمازیں پڑھنے کے شائق ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر ہو سکتا۔ تو وہ اور نمازیں بھی اپنے پر فرض کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ اسی طرح دوسرے کاموں سے بھی اگر ہم رغبت پیدا کریں تو ان کا کرنا ہمیں کچھ بھی بوجھ محسوس نہ ہو۔ مثلاً اگر گھر والوں کو بھی خیال رہے۔ کہ کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے دروازہ پر پھینک دینا اچھی بات نہیں۔ اگر ہر محلہ میں نگرانی کی جائے۔ اور کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں سے کہا جائے۔

کہ ہم فلاں جگہ تمہیں کوڑا پھینکنے نہیں دینگے۔ تو گو چند دن نگرانی کرنی پڑے گی۔ مگر آخر عادت ہو جائے گی۔ اور محلہ گند سے پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح

ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ

کسی مذہب و ملت کے یتیم و مسکین کی پرورش کی جائے۔ اور اس کے احساسات کا خیال رکھا جائے۔ تو رفتہ رفتہ اسی کام میں لذت آنی شروع ہو جائے گی۔ اور یہی کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے اما بنعمت ربک فحدث کہکر ہمارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ کہ ہم اپنی ہر نعمت سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیں اور اپنا وجود ان کے لئے مفید ترین بنائیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اب ہماری جماعت کے لئے وقت آگیا ہے۔ کہ وہ اس حکم پر بھی عمل کرے۔ درحقیقت قرآن کریم سارے کا سارا ہمارے لئے قابل عمل ہے۔ اور اگر ہم کسی ایک حکم پر بھی عمل نہیں کرتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤں خود کاٹتے ہیں۔

الفضل کے اجرا کیلئے درخواستیں

فتنہ احرار نے جماعت احمدیہ کے متعلق ایک عالمگیر دلچسپی پیدا کر دی ہے اور جہاں احمدی احباب الفضل کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ وہاں ہر روز دفتر میں غیر احمدی اصحاب کیطرف سے بھی الفضل کے اجراء کے لئے درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ ذیل میں چند ایک ایسی درخواستیں درج کی جاتی ہیں احباب توجہ فرمائیں۔

۱۔ میں غریب آدمی ہوں۔ الفضل کے مطالعہ کا بہت اشتیاق ہے۔ مگر استطاعت نہیں۔ یہاں احرار روزانہ آتا ہے۔ اسکے پھیلائے ہوئے زہر کے ازالہ کے لئے الفضل کی اشد ضرورت ہے۔ کوئی صاحب استطاعت جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (خاکسار خدا بخش ضلع جہلم)

۲۔ بندہ کو عرصہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے دلی انس ہے۔ اور میں نے تقریباً دو سال احمدیہ لٹریچر کی چند کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ الفضل کے مطالعہ کا بہت شوق ہے۔ کوئی صاحب جاری کرا کر ثواب حاصل کریں۔ (خاکسار بشیر احمد خان اعوان منشی فاضل) ۳۔ مجھے احمدیت کے مطالعہ کا بہت شوق ہے اگرچہ غیر احمدی ہوں لیکن احمدیت کے مطالعہ کا بے حد شوق ہے۔ کوئی صاحب مہربانی فرما کر [illegible] الفضل جاری کرا دیں۔ ([illegible])

77

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیڈرانِ احرار کو مباہلہ کا چیلنج

مباہلہ میں شمولیت کے لئے درخواست کرنے والے احمدی احباب کی فہرست

(۱)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے لیڈرانِ احرار کو مباہلہ کا جو چیلنج دیا گیا ہے۔ اور جو کئی بار دہرایا جا چکا ہے۔ اسے قبول کرنے میں اگرچہ احرار بہانہ سازیوں سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ میں مباہلہ کے متعلق بے حد جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ جس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت تک ایک ہزار کے قریب احباب کی طرف سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی تحریریں پہونچ چکی ہیں۔ جن میں نہایت ہی اخلاص کے ساتھ درخواست کی گئی ہے۔ کہ انہیں مباہلہ میں شرکت کی سعادت بخشی جائے۔ اور ابھی ان میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی خواہش کا اظہار کرنے والوں میں دینی اور دنیوی لحاظ سے نہایت اعلیٰ وجیہ اور اعلیٰ حیثیت کے اصحاب شامل ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اپنے عقائد کی صداقت پر کس قدر پختہ ایمان ہے۔ اس کے مقابلہ میں احرار کی جو حالت ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ ان کے چال باز لیڈروں میں سے اس وقت تک سوائے مولوی مظہر علی صاحب اظہر کے کسی کو مباہلہ کے متعلق آمادگی کے اظہار کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ اور اظہر صاحب نے بھی جس لغویت کا اظہار کیا ہے۔ اس کا ذکر "الفضل" میں کیا جا چکا ہے۔

غرض مباہلہ میں شریک ہونے کی درخواست کرنے والے احباب کی فہرست کی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

۱۔ شیخ اصغر علی صاحب مہاجر قادیان
۲۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری قادیان
۳۔ لفٹنٹ چوہدری عبد الحمید صاحب [illegible] افسر قصور
۴۔ خواجہ خیر الدین صاحب معہ اہل و عیال قادیان
۵۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن رخصتی قادیان
۶۔ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان
۷۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر قادیان
۸۔ راجہ محمد اسلم صاحب بی۔ اے قادیان
۹۔ خان صاحب برکت علی صاحب نائب ناظر بیت المال قادیان
۱۰۔ چوہدری عبد الرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر بنوں۔
۱۱۔ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور
۱۲۔ سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب سکندرآباد دکن
۱۳۔ مولوی الیاس الدین صاحب مدرس ہبلوپور ضلع لائل پور
۱۴۔ بابو عبد الرحیم صاحب اوورسیر حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
۱۵۔ چوہدری غلام احمد خانصاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن
۱۶۔ حکیم فیروز الدین صاحب قادیان
۱۷۔ مستری نظام الدین صاحب شہر سیالکوٹ
۱۸۔ چوہدری مجو خان صاحب امیر جماعت شرودھ تحصیل گڑھ شنکر۔ ضلع ہوشیارپور
۱۹۔ مولوی سراج الحق صاحب دروازہ سیف آبادی پٹیالہ
۲۰۔ مولوی عبد الرشید صاحب "
۲۱۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نمبردار ۹۹ ج.ب. ننگری
۲۲۔ بابو غلام حسین صاحب 19 Baird Road New Delhi
۲۳۔ میاں غلام محمد صاحب لائلپور معرفت شیخ عبد الرب صاحب
۲۴۔ مولوی فخر الدین صاحب مولوی فاضل سیکھوال۔ ڈاکخانہ ڈیریوالہ ضلع گورداسپور
۲۵۔ میاں خیر الدین صاحب " " " "
۲۶۔ میاں امام الدین صاحب " " " "
۲۷۔ صاحبزادہ محمد طیب صاحب خلف حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید سرائے نورنگ بنوں سرحد
۲۸۔ مولوی غلام رسول صاحب ایجنٹ احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد دکن
۲۹۔ ماسٹر محمد شاہ صاحب مشن ہائی سکول پشاور
۳۰۔ ڈاکٹر اعظم علی صاحب میڈیکل آفیسر آوان ضلع گجرات
۳۱۔ میر مہدی حسین صاحب قادیان
۳۲۔ عبد العزیز صاحب پنشنر پٹواری عزیز منزل آفلاطون
۳۳۔ بابو محمد شفیع صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سنڈیانوالہ ضلع لائلپور
۳۴۔ بابو محمد شفیع صاحب قریشی سب اوورسیر ہیڈ نہر متعلقہ موسے خیل
۳۵۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا ٹمپل روڈ لاہور
۳۶۔ میاں خیر الدین صاحب سراج سکول رسول ضلع گجرات
۳۷۔ چوہدری غلام حیدر صاحب سپروائزر کوآپریٹو سوسائٹیز تعلقہ ڈگر۔ ضلع تھرپارکر سندھ
۳۸۔ مولوی رکن الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول اسٹرزئی
۳۹۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل معہ اہل و عیال قادیان
۴۰۔ میاں نور خاں صاحب کارکن نور ہسپتال قادیان
۴۱۔ سید پیر احمد صاحب متصل مسجد سنہری ہوشیارپور
۴۲۔ مرزا مبارک بیگ صاحب جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کلانور ضلع گورداسپور
۴۳۔ چوہدری عبد القادر صاحب سکرٹری ساکن سنجووال ڈاکخانہ بلاچور ضلع ہوشیارپور
۴۴۔ میاں عطاء اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی نواں شہر ضلع جالندھر
۴۵۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ قادیان
۴۶۔ صوفی عبد الرحیم صاحب ۱۶ میو گارڈن لاہور
۴۷۔ مولوی غلام رسول صاحب ریڈر جوڈیشل کمشنر صاحب پشاور
۴۸۔ میاں محکم دین صاحب احمدی سب انسپکٹر پنشنر کالا ضلع جہلم
۴۹۔ خانصاحب محمد علی صاحب احمد نگر کوہاٹ
۵۰۔ مسٹر محمد عیسیٰ صاحب اللہ .A.G.R جھر Jalarkaundi Bengal
۵۱۔ مولوی دانشمند صاحب وکیل و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پونچھ
۵۲۔ میاں عبد الکریم صاحب بی۔ اے احاطہ میاں چراغ دین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور
۵۳۔ میاں اللہ بخش صاحب احمدی امرتسر کٹرہ جمیل سنگھ کوچہ وکیلاں
۵۴۔ مولوی عبد الواحد صاحب مبلغ بھدرواہ
۵۵۔ حکیم نبی بخش صاحب قادیان
۵۶۔ مولوی غلام حسین صاحب احمدی ۔ پی۔ اے۔ ایس۔ ریٹائرڈ جھنگ
۵۷۔ مرزا برکت علی صاحب احمدی کارکن دعوۃ و تبلیغ قادیان
۵۸۔ میاں محمد شریف صاحب احمدی ای۔ اے۔ سی میانوالی
۵۹۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سکندرآباد الہ دین بلڈنگ
۶۰۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب احمدی ۵۵۰۱ مچھلی کمان حیدرآباد دکن
۶۱۔ سیٹھ محمد غوث صاحب " " "
۶۲۔ شیخ محمد لطیف صاحب کنٹریکٹر گوجرانوالہ
۶۳۔ ڈاکٹر رحیم بخش صاحب میڈیکل آفیسر اوراڑ ڈسپنسری

بعض مخلصین کا افسوسناک انتقال

حضرت امیر المومنین (ایدہ اللہ تعالیٰ) کا رنج و ملال

۲۰۔ اکتوبر خطبہ جمعہ کے بعد حضور نے بعض مخلصین کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

پچھلے عشرہ میں جماعت احمدیہ کے بعض اچھے مخلص فوت ہو گئے ہیں۔ جن میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہیں۔ ایک ہمارے

شیخ غلام احمد صاحب واعظ

تھے۔ جن کا اسی ہفتہ میں انتقال ہوا ہے

پھر شیخ عبدالرزاق صاحب بیرسٹر

لائل پور کا انتقال ہوا ہے۔ انہیں سابقین کی جماعت میں داخل ہوئے گو ابھی ڈیڑھ سال ہی ہوا تھا۔ مگر وہ بھی صحابی تھے۔ اور بیعت خلافت کے بعد انہوں نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر لی تھی۔ اور جماعت کے کاموں میں بہت قربانی کرنے لگ گئے تھے۔ اور روز افزوں اخلاص میں بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب

بھی وفات پا گئے ہیں۔ وہ گو صحابی نہیں تھے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں انہوں نے بیعت کی۔ مگر نہایت مخلص تھے۔ اور ہمیشہ جماعت کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ

سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ

بھی وفات پا گئی ہیں۔ وہ بھی سلسلہ سے گہرا اخلاص رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان پر اپنے فضل کا ہاتھ رکھے۔

منشی فیاض علی صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ اور ۳۱۳ میں ان کا نام تھا فوت ہو گئے ہیں۔ میں جمعہ کے بعد ان کا جنازہ پڑھانے جاؤں گا۔ ان موتوں کے ساتھ ساتھ یہ خیال ہر شخص کے دل میں اٹھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ کوشش کریں۔ کہ وہ اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں جس رنگ میں یہ لوگ رنگین تھے۔ وہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی انابت اور توجہ کریں۔ کہ اس انابت کے نتیجہ میں انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور ان کا ایمان صرف خشک ایمان نہ رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی طرح انہیں تم ایمان حاصل ہو۔

لاہور میں اخبار "الفضل" کہاں سے مل سکتا ہے؟

لاہور پنجاب کا دارالسلطنت ہے۔ اور ہندوستان کے ہر گوشہ سے احمدی احباب اپنے کام کاج کے سلسلہ میں وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر احباب بھی الفضل کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے تمام دوستوں کی سہولت کے لئے لاہور میں بابا غلام محمد صاحب ایجنٹ اخبارات چوک انارکلی۔ اور محمد صادق صاحب ایجنٹ اخبارات بیرون موچی گیٹ کے پاس الفضل رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ احباب کرام ان سٹالوں سے پرچہ خریدا کریں۔

ان کے علاوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلم ہاکروں سے بھی تازہ بتازہ پرچہ الفضل مل سکے گا۔ (منیجر)

ابی سینیا کے تازہ ترین حالات

(یہ الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

عدیس آبابا ۸ اکتوبر۔ یہاں سے ۳/۴ حصہ دیگر ممالک کے باشندوں کا چلا گیا ہے۔ میں Ethiopian Red Cross Society میں کام کرنے کی امید رکھتا ہوں۔ اور مجھے میدان جنگ میں جانا ہو گا۔ امریکن۔ یورپین ڈاکٹر بھی اس میں کام کریں گے۔ دو۔ دو۔ تین تین ڈاکٹروں کو اکٹھے زخمیوں کی امداد کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ اس سوسائٹی کی منتظم ایک کمیٹی ہے۔

اٹلی علاقہ کو قبضہ میں لیتا آ رہا ہے۔ سرحدوں سے آگے بڑھ رہا ہے۔ بعض سرحدی ریاستوں سے دوستی پیدا کر رہا ہے۔ ایک ریاست کو جو شمال میں واقعہ ہے۔ اور جس کا نام تگرے ہے اس کا گم شدہ و غصب شدہ تاج واپس کرانے کا وعدہ دے چکا ہے

یہاں مختلف ملکوں کے اخبار نویس آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی سنائی اور ریڈ کراس سوسائٹی کے بعض کارکنوں کو تبلیغ کی۔ تو انہوں نے نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔

ابی سینیا کے لوگ نہایت جاہل ہیں۔ کوئی قانون کی قدر نہیں۔ قلیل حصہ سمجھدار ہے ۹۵ فیصدی جاہل کیا مسلمان۔ کیا عیسائی۔ ہاں جنگ میں مرنے کو تیار ہیں۔ لیکن بغیر ہتھیار کے صرف تلوار ہے۔ اور بندوق پرانی قسم کی۔ اکثر شراب خور ہیں۔ ننگے سر۔ ننگے پاؤں۔ کالے کالے انسان جنگ کے لئے عدیس آبابا میں تیار ہیں۔ اور جا رہے ہیں۔ ادھر آدمی زیادہ ہیں مگر اٹلی کے پاس ساز و سامان زیادہ ہے۔ تمام چیزیں جو باہر سے آتی ہیں۔ سخت گراں ہیں۔ ایک روپیہ کی چیز تین روپیہ میں ملتی ہے۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ گیہوں یا چاول کھانا نصیب نہیں۔ ایک اناج "انجیرا" نامی ہے۔ اس کی روٹی خمیری کھاتے ہیں۔ عدیس آبابا قریباً ۱۰۰۰۰ دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ کھیتی باغ بہت کم ہیں۔ البتہ نیچے کی طرف میوہ جات اور مکی ہوتی ہے۔ چھ سات ماہ اکثر کام بند رہتے ہیں۔ کیونکہ بارش کی کثرت ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اپریل سے آخر ستمبر تک۔

حبشہ اور اٹلی کی جنگ کے اثرات عربی ممالک میں

از مولانا ابو العطاء مبلغِ احمدیت مقیم فلسطین

اٹلی اور حبشہ کی جنگ کے باعث بلاد عربیہ میں عموماً اور مصر و فلسطین میں خصوصاً تشویش اور بے چینی کا عام طور پر اظہار کیا جا رہا ہے۔ ضروریات زندگی کے نرخوں میں زیادتی ہو گئی ہے۔ اور فی الواقعہ اگر یہ جنگ طول پکڑ گئی تو ان دونوں ملکوں کے لئے بجا طور پر خطرہ ہے۔ مصر کے تمام طبقات مصر کی دفاعی طاقتوں کو ناکافی خیال کرتے ہیں۔ اخبارات موجودہ حالات کو پیش کر کے آئندہ کے لئے افواج کی زیادتی پر زور مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور مصر میں انگریزی پالیسی پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ موجودہ وزیر اعظم نسیم پاشا اعلیٰ درجہ کی حکمت عملی سے حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ انہیں مصری وفد کی پوری پوری تائید حاصل ہے اس لئے وہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی سیاست ملک کی اکثریت کی آواز ہے۔ اور بظاہر یہ افواہ قابل تصدیق نہیں کہ موجودہ وزارت مستعفی ہونے والی ہے۔

فلسطین میں بے چینی کے پیش نظر ہائی کمشنر فلسطین نے جو ان دنوں لندن میں رخصت پر ہیں اپنے قائم مقام کے نام ایک تار ارسال کیا ہے۔ کہ تمام جماعتوں کو یقین دلایا جائے کہ موجودہ وقت میں اہل فلسطین کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن حالات حاضرہ میں اس سے تسکین حاصل نہیں ہو سکی۔ یمن اور حکومت سعودیہ موجودہ جنگ میں اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی پر پورے طور پر قائم ہیں۔ عراق لیگ آف نیشنز کا ممبر ہونے کی حیثیت میں لیگ کے فیصلہ سے پورے طور پر متفق ہے۔

ان تمام حکومتوں کی اس معروف پالیسی کے باوجود تمام عربی ممالک کے باشندوں کی ہمدردی حبشہ کے ساتھ ہے۔ سوریا۔ عراق فلسطین۔ حجاز اور یمن میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ مصر میں تو اس مقصد کے ماتحت ایک نمائندہ کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔ جس کا مندوب حبشہ روانہ ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں اٹلی کے خلاف ایک خطرناک رو چل رہی ہے۔ اور اٹلی کے طرابلس الغرب میں مظالم دہرائے جا رہے ہیں۔ حبشہ کی تائید میں اس کی مظلومیت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو نجاشی کا پناہ دینا بھی ایک زبردست محرک ہے اگر ایک اخبار کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو ممالک عربیہ کے تمام اخبارات حبشہ کی تائید میں نظر آتے ہیں۔ حکومت اطالیہ نے عربی ممالک میں وسیع پروپیگنڈا کرنے پر بہت سا روپیہ خرچ کیا ہے۔ لیکن اسے قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ حبشہ کی مظلومیت اور اٹلی کی جارحانہ پیش قدمی ہر خاص و عام کے زبان زد ہے۔

فلسطین کے تعلیمی اور تمدنی حالات

اس سال بھی تعلیمی سال کے ابتدا میں سینکڑوں طالب علموں کو مدارس کی قلت کے باعث حصول علم سے محروم رہنے کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اخبارات نے اس پر زبردست احتجاج کیا۔ جس پر حکومت کو اس بارہ میں خاص اعلان کرنا پڑا۔ جس میں بتایا۔ کہ ۱۹۱۹ء و ۱۹۲۰ء میں ۱۷۶۶۳ طالب علم تھے اور ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء میں ۲۲۹۵۶ اور ۱۹۳۳-۱۹۳۴ء میں سرکاری مدرسوں میں ۲۴۸۰۳ طالب علم تھے اور جولائی ۱۹۳۴ء میں ۳۵۸۵۹ تھے۔ صرف شہری سکولوں میں ۱۹۳۴ء و ۱۹۳۵ء میں ۲۳۳۷ طالب علم نئے داخل ہوئے۔ اور موجودہ سال میں ۲۷ مدرس مصنف اور ۴۵ غیر مصنف مدرس زائد کئے گئے ہیں۔ نیز امید کی جاتی ہے۔ کہ نئے سال میں ۲۶ دیہاتی سکول نئے جاری کئے جائیں گے۔ جن میں سے ۲۰ لڑکوں کے لئے اور چھ لڑکیوں کے لئے۔ مدرسوں کی عمارات کے لئے قرضہ میں سے ایک لاکھ چھ ہزار پاؤنڈ اور خزانہ حکومت سے ۱۸۴۰۰ پاؤنڈ خرچ کرنا تجویز ہوا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حکومت تعلیمی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن اہل بلاد کی حاجت اس سے زیادہ ہے۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ یہودیوں کی آبادی کی بڑھتی ہوئی ترقی بھی پسماندہ عربوں کے میدان تعلیم میں آگے بڑھنے میں روک بن رہی ہے۔

تمدنی طور پر فلسطین کو بہترین ملک قرار دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جگہ تمام دوسرے عربی ممالک کی نسبت گرانی بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس سے یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ ملک کے اصل باشندے غیر معمولی خوشحالی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلکہ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے یہودی مالداروں کا بکثرت اس ملک میں آنا عربوں کی مصیبت میں زیادتی کا باعث بن رہا ہے اس کا آئندہ مضامین میں ذکر کیا جائے گا

الفضل میں اشتہار دینے والی فرموں کو اطلاع

الفضل کے ذریعہ اپنے تجارتی مال کو مشتہر کرنے والی لاہور کی تجارتی فرموں کی سہولت کے لئے ہم نے الفضل کا سب آفس نزد دہلی دروازہ بر لب نہر بالمقابل آل انڈیا نیشنل لیگ قائم کر دیا ہے۔ الفضل میں اشتہار دینے والے اصحاب جملہ امور متعلقہ اشتہار کا تصفیہ انچارج سب آفس الفضل سے کیا کریں اشتہار دینے کا ارادہ رکھنے والی فرم یا افراد کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر انچارج صاحب سب آفس خود ان کے پاس حصول اشتہارات کے لئے پہنچ جایا کریں گے۔

مینجر

حصہ وصیت میں اضافہ

چوہدری فضل احمد صاحب ولد چوہدری علی بخش صاحب مرحوم سکنہ بھینی پسوال ضلع گورداسپور حال [illegible]

لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف درخواست ہائے نگرانی کی سماعت

گورنمنٹ ایڈووکیٹ اور سر تیج بہادر سپرو کی سشن جج کے فیصلہ پر مدلل نکتہ چینی

لاہور - ۱۲ر اکتوبر - مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں مسٹر ڈی - جی کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف آج آنریبل جسٹس کولڈ سٹریم کے روبرو اپیل پیش ہوئی - اس فیصلہ میں سشن جج نے گورنمنٹ افسران کے طریق کار کے متعلق حملے کئے اور احمدیوں پر بھی شدید الزامات عائد کئے آج ہائیکورٹ میں گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے عدالت سے درخواست کی - کہ سشن جج کے چند ریمارکس فیصلہ سے حذف کر دیئے جائیں - احمدیوں کی طرف سے ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو پیش ہوئے - عدالت میں داخلہ کے لئے خاص اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے تھے - کمرہ عدالت حاضرین سے بھرا ہوا تھا -

گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی درخواست

دیوان رام لال گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے درخواست پیش کرتے ہوئے کہا - مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں فاضل سشن جج نے گورنمنٹ کے نظام پر حملے کئے ہیں - میں یہ نہیں چاہتا کہ ملزم کی سزا میں توسیع کر دی جائے - اور نہ ہی میری یہ خواہش ہے - کہ کسی فریق پر اس کا اثر ہو - لیکن جو ریمارکس اس فیصلہ میں گورنمنٹ کے خلاف کئے گئے ہیں - ان سے نظم و نسق کو سخت دھکا لگے گا - گورنمنٹ کے خلاف ریمارکس واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط ہیں - اور ریکارڈ میں ان کے جواز میں کوئی شہادت نہیں ہے - فاضل سشن جج نے جرم کو بحال رکھا ہے - اور سزا ۶ ماہ سے گھٹا کر چند منٹ کر دی - لیکن عطاء اللہ کے خلاف جرم ثابت کرنے کے باوجود سزا حکومت اور احمدیوں کو دیدی ہے - اور ان کے خلاف نہایت سخت ریمارکس کئے ہیں -

پولیس کے خلاف غلط الزامات

دیوان رام لال نے متنازعہ حصے پڑھکر سنائے - اور کہا - کہ فیصلہ میں لکھا ہے - کہ قادیانی نہایت ظلم کرتے رہے ہیں - ایک شخص کا قتل کیا گیا پولیس میں رپورٹ کی گئی - لیکن مرزا کی طاقت اس قدر ہے - کہ پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا - یہ پولیس کے خلاف سخت الزام ہے - حالانکہ حقیقت یہ ہے - کہ پولیس نے تفتیش کی - اور شہادتیں لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچی - کہ مقتول نے قاتلانہ حملہ کیا تھا - اور ملزم نے اپنی جان کی حفاظت میں اس کو قتل کر دیا - اس لئے اس کا چالان نہ کیا گیا - اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی -

متوازی عدالتیں قائم کرنیکا غلط الزام

دوسرا الزام سشن جج نے یہ عائد کیا ہے کہ قادیان میں متوازی عدالتیں قائم کی گئی ہیں اور ان میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے ہوتے ہیں - لیکن حکومت اس شر انگیزی کو نہیں روکتی - اور قادیانیوں کی ناجائز حمایت کرتی ہے - سرکاری وکیل نے اس کی تردید کی - اور کہا - کہ ان کی اپنی پنچائتیں بنی ہوئی ہیں - ان کی عدالتی حیثیت نہیں ہے - جہاں تک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے - وہ ہر حالت میں غیر جانبدار ہے - اور کسی فریق کے ساتھ جانبدارانہ سلوک کرنے کو تیار نہیں - ہاں اگر قانون کا احترام کرانے کی ضرورت درپیش ہو - تو حکومت کی مشینری پورے زور کے ساتھ حرکت میں آتی ہے - اس لئے یہ دونوں الزامات غلط ہیں - اور انصاف کا تقاضا یہ ہے - کہ ان حصوں کو بے بنیاد اور ناجائز قرار دے کر حذف کرا دیا جائے - تاکہ دوسرے معاملات پر اس کا اثر نہ پڑے -

جرم اصطلاحی نہیں

دیوان رام لال نے کہا - کہ تیسری چیز قابل اعتراض یہ ہے - کہ فاضل جج نے لکھا ہے کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت جو جرم سرزد ہوا ہے - وہ محض اصطلاحی ہے - حالانکہ فاضل جج نے خود تسلیم کیا ہے - کہ تقریر اشتعال انگیز ہے - احمدیوں اور احراریوں کے درمیان کشمکش مسلمہ ہے - اور اس تقریر سے لازمی طور پر اشتعال پیدا ہوا اس لئے اس معاملہ میں اصطلاحی نوعیت نہیں دی جاتی - لہٰذا اس کے متعلق بھی عدالت کا فیصلہ درکار ہے -

سر تیج بہادر سپرو کی بحث

ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے نہایت پر زور انداز سے تقریر شروع کی - اور کہا - یہ معاملہ ملک معظم کی رعایا کے دو طبقوں کے وقار کا ہی نہیں - بلکہ عدل و انصاف کا تقاضا ہے - کہ اس معاملہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے - کہ عدالتوں کو ذاتی معاملات میں کہاں تک نکتہ چینی کرنے کا اختیار ہے اس کیس میں فاضل جج نے احمدیوں کے خلاف حملے کئے ہیں - حالانکہ وہ فریق مقدمہ نہ تھے - اور ان کو سُنے بغیر یہ فیصلہ دیدیا گیا ہے - ہمیں آج یہ فیصلہ کرنا ہے - کہ ایسے معاملات میں عدالتوں کو کہاں تک جانے کا حق حاصل ہے - اور آیا عدالت ذاتی حملے کر سکتی ہے یا نہیں اس مقدمہ کی تاریخ کچھ اس طرح ہے - کہ احمدی اور احراری طبقہ کے درمیان جھگڑا ہے - احراریوں نے ۱۲ر اکتوبر کو قادیان میں ایک کانفرنس کی - اور اس کی صدارت کے لئے ملزم کو چنا گیا - جس کے متعلق فاضل سشن جج نے ریمارک کیا ہے - کہ اس شخص کے اندر مقناطیسی قوت ہے - وہ حاضرین کو مسحور کر دیتا ہے اور ہجوم کو جس طرف چاہے دھکیل کر لے جاتا ہے - وہ مسلح کانشن لے کر قادیان میں گیا تھا - یہ اسی طرح جس طرح اٹلی اور ابی سینیا کا ہے (قہقہہ)

جسٹس کولڈ سٹریم - آپ غالباً یہ پسند نہیں کریں گے - کہ میں فیصلہ میں اٹلی اور ابی سینیا پر بحث کروں۔

جاہلوں کے روبرو شعلہ بیانی

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا - کہ عطاء اللہ جیسے شعلہ بیان آدمی نے جاہل اور ناخوانده طبقہ کے سامنے ہنگامہ خیز تقریر کی - اور اس میں احمدیوں کے خلیفہ کے خلاف شدید الزامات عائد کئے - موجودہ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں پر شدید حملے کئے گئے - لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی - اور حکومت کی مشینری نے ضروری سمجھا - کہ اس کے خلاف کارروائی کرے - اور عطاء اللہ کے خلاف مقدمہ چلایا گیا - میں مجسٹریٹ کے صبر کی داد دیتا ہوں - کہ اس نے ہر معاملہ کو ڈیفینس میں پیش کرنے کی اجازت دے دی - میں یہ کہہ چکا ہوں - کہ احمدی حضرت محمدؐ صاحب کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور قادیانی مرزا غلام احمدؑ کو بھی پیغمبر مانتے ہیں - اور اس معاملہ پر مختلف فریقوں میں اختلاف پایا جاتا ہے - اور اس کانفرنس سے قدرتی طور پر یہ اختلاف بڑھنے کا احتمال تھا - لہٰذا احرار کانفرنس ایک میل کے فاصلہ پر آریہ سکول میں منعقد ہوئی -

غیر متعلقہ سوالات

سر تیج بہادر سپرو نے کہا - عدالت ماتحت میں ملزم نے اپنی صفائی میں ایک سو سے زیادہ گواہ طلب کئے - ان میں مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو بھی بلایا گیا - اور مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ان کے والد کے چال چلن کے متعلق بیسیوں سوالات کئے - حالانکہ ان کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی سروکار نہ تھا - اور میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا - کہ عدالت

ماتحت میں ایک تماشہ ہو رہا تھا جس میں عطاء اللہ شاہ ہیرو تھا حکومت نے عطاء اللہ پر مقدمہ چلایا۔ اور عطاء اللہ نے ڈیفینس کے بہانہ سے احمدیوں کے اور گورنمنٹ کے خلاف طوفان مچا دیا۔ حالانکہ یہ سراسر ناجائز تھا۔ اور کسی عدالت کو اس بات کا حق نہیں تھا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مقدمہ میں کسی اور مذہب یا فرقہ پر سوالات کی صورت میں نکتہ چینی کرنے کا موقعہ دیا جائے جسے جوابدہی کی قانوناً کوئی گنجائش نہ ہو۔ اس مقدمہ میں ملزم نے صفائی میں دوسرے مذاہب پر حملے کئے ہیں اور ڈیفینس میں اپنے طریق کار کو حق بجانب قرار دیا ہے یہ ڈیفینس نہایت مضحکہ خیز ہے۔ اور اگر عدالتوں میں اس قسم کے شر انگیز ڈیفینس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ تو بہتر ہے کہ تعزیرات ہند سے دفعہ ۱۵۳ (الف)، اور ۱۲۴ (الف) نکال دی جائیں یہ تو ایسا ہی ہے۔ کہ کوئی ایڈیٹر اخبار میں مضمون لکھے۔ جس میں گورنمنٹ کو ظالم اور جابر قرار دے۔ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ اور وہ عدالت میں آکر شہادتیں پیش کرے۔ کہ فلاں جگہ حکومت نے گولیاں چلائیں۔ فلاں جگہ ظلم کیا گیا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قسم کا ڈیفینس نہ صرف غیر متعلقہ بلکہ غیر معقول بھی ہے۔

عجیب وغریب فیصلہ

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ **فاضل جج نے نہایت عجیب وغریب فیصلہ** لکھا ہے اور بجائے اس کے کہ عطاء اللہ شاہ کی تقریر **پر کوئی بسیط تبصرہ کرے۔ اس نے احمدیہ مذہب کے بانی اور اس کے پیروؤں پر نہایت نا ملائم الفاظ میں تنقید کی ہے۔ اور ایسے واقعات لکھ مارے جن کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔** فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ مرزا غلام احمد پر کمپینی کی طاقت بخش (Tonic) شراب استعمال کیا کرتے تھے۔ اور اس کے عادی تھے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اور اس کے متعلق ریکارڈ پر شہادت صرف اس قدر موجود ہے۔ کہ ایک مرتبہ طبی ضروریات کے پیش نظر یہ چیز منگوائی گئی تھی۔ سیشن جج نے خواہ مخواہ اسے گھسیٹ لیا۔ عطاء اللہ نے قادیانیوں کو "انگریزوں کا دم کٹا کتا" کہا ہے۔ اور اس کے جواز میں مختلف گواہوں سے سوالات کئے گئے ہیں۔ جو سراسر ناجائز اور ناواجب ہیں۔ سیشن جج نے احمدی مذہب کی خامیوں پر تنقید کی ہے۔ **حالانکہ دنیا کی کسی عدالت کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ کسی مذہب کے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرے۔** اور نہ ہی ان باتوں کا واقعات مقدمہ کے ساتھ کوئی دور یا نزدیک کا تعلق تھا۔

چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ

سیشن جج کو ہرگز اس بات کا حق نہیں تھا۔ کہ وہ چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ کرتے۔ انہوں نے ایک اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ قادیان میں خانہ ساز عدالتیں ہیں وہ سمن اور سٹیمپ کا استعمال کرتی ہیں۔ اور اس طرح مرزا صاحب نے متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ حالانکہ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ وہاں صرف احمدیوں کے لئے پنچائتیں بنی ہوئی ہیں وہ گھریلو فیصلے کرتی ہیں۔ اور اس میں صرف وہ معاملات پیش ہوتے ہیں۔ جو قابل دست اندازی پولیس نہیں۔

غیر متعلقہ امور

اس کے بعد سر سپرو نے عبد الکریم ایڈیٹر مباہلہ کے واقعات پیش کئے۔ اور کہا۔ کہ صفائی میں مواد جمع کیا گیا ہے۔ جس کا مقدمہ کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور فاضل سیشن جج نے غیر متعلقہ امور پر اظہار رائے کیا ہے۔ جو کہ قطعاً خلاف قانون ہے۔ اور یہ حصے جن میں مرزا صاحب کے مذہب اور ان کے اعمال پر مخالفانہ نکتہ چینی کی گئی ہے فیصلہ سے حذف کر دئے جانے چاہئیں۔ اس کے بعد اجلاس لنچ کے لئے ملتوی ہوا۔

سر تیج بہادر سپرو نے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کسی مقدمہ کی سماعت میں جوڈیشل آزادی اور انصاف کا اصول شامل ہے۔ یعنی دو تو پارٹیوں سے مساوی سلوک۔ خاص کر اس پارٹی کے سے جو عدالت میں حاضر نہ ہو۔ اور اس کی طرف سے نمائندگی نہ کی گئی ہو۔ احمدی دوسرے فریق سے ہیں۔ کیونکہ قانوناً عدالت ماتحت میں وہ اپنی طرف سے وکیل پیش نہیں کر سکتے تھے۔ احمدیوں کے خلاف جو ریمارکس پاس کئے گئے۔ حالات کی یکطرفہ نمائندگی پر منحصر ہیں۔ اور نہ ہی احمدیوں کو موقعہ ملا کہ وہ کسی قسم کا اعتراض پیش کر سکیں۔ مجلس احرار اور عطاء اللہ نے اس مقدمہ کو غنیمت اور ایک خدائی نعمت سمجھا۔ اور انہیں موقعہ مل گیا۔ کہ احمدیوں کو بطور گواہ عدالت میں طلب کر سکیں۔

قانون کا ناجائز اور غلط فائدہ اٹھایا گیا

سر سپرو نے مزید کہا کہ اس مقدمہ میں قانون کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔ اور قانون کی آڑ میں احراریوں نے اپنے دشمنوں کو گواہان کے کٹہرہ میں بلا کر ان پر طویل جرح کی۔ اور ان سے عجیب عجیب سوال دریافت کئے گئے۔ جن کا جواب صرف ہاں یا نہ میں لیا جاتا تھا۔ اور کسی گواہ کو جواب کی تشریح کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمدیوں کے معاملات کو بالکل غلط روشنی میں ظاہر کیا گیا۔ اور یہ قانون کی کارروائی کا غلط استعمال ہے سر سپرو نے اپنی دلیل کے حق میں پریوی کونسل کے مقدمات کا حوالہ دیا۔ اور کہا کہ یہ کیس ایسا تھا۔ جس میں کسی فرقہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے کام کو روکا جانا چاہیئے تھا۔ لیکن نتیجہ بالکل برعکس ہوا ہے۔ اس مقدمہ کی کارروائی سے اس بیان کردہ نفرت کو اور زیادہ پھیلایا گیا ہے۔

مقدمہ ڈھونگ تھا

سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں سارا مقدمہ ایک ڈھونگ (Farce) کے مترادف تھا۔ عدالت قانون میں کسی شخص کے عقیدہ یا مذہب کے متعلق اعتراض یا تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت کو بھی بحث مباحثہ کے اکھاڑہ میں تبدیل کر دیا گیا عطاء اللہ کی طرف سے ۱۸ گواہوں کے نام دئے گئے۔ جن میں سے ۷ کی شہادت قلمبند کی گئی۔ استغاثہ کے بعض میں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے کس کے متعلق ریمارکس واجب اور ایسے ہونے چاہئیں جو اشتعال انگیز اور نفرت پھیلانے والے نہ ہوں۔ **لیکن اس مقدمہ میں جو ریمارکس پاس کئے گئے وہ واجب بھی نہیں تھے اور نفرت پھیلانے والے بھی تھے۔** اور جہ سات ماہ تک اس مقدمہ کے چلنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے خیالات کی اشاعت پہلے سے بھی زیادہ ہوئی ہے۔

فیصلہ کے ورق قینچی سے کاٹ دو

سر سپرو نے مزید کہا کہ میں پوری دیانتداری اور صدق دلی سے کہتا ہوں کہ اگر اس فیصلہ کے پہلے چھ صفحات کاٹ کر پھینک دیئے جائیں تو فیصلہ پر اس کمی کا کچھ اثر نہ ہوگا (سر سپرو کے اس ریمارک پر جج ہنس پڑا)

الزامات کا جواب

سر تیج بہادر سپرو نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب قادیان احمدیوں کے مذہبی پیشوا ہیں اور اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے کافی پیرو ہیں کبھی فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ نہیں کیا جاتا اگر کبھی کوئی جھگڑا پیش بھی ہو تو وہ دیوانی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحب کا فیصلہ بھی وہی لوگ مانتے ہیں جو ان کے عقیدت مند ہیں ورنہ ایسی کئی مثالیں ہیں کہ وہاں کی پنچایت کے فیصلوں کو نہ مان کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ متوازی گورنمنٹ کے متعلق بھی فیصلہ میں شہادت کے مطابق ریمارکس پاس نہیں کئے گئے۔ والنٹیر ہر جگہ ہوتے ہیں۔ صرف والنٹیروں کی قواعد سے متوازی گورنمنٹ کا لفظ استعمال کر دینا واجب نہیں جہاں تک محمد امین کے قتل کا تعلق ہے۔ اس کے واقعات یہ ہیں کہ مقتول نے حملہ کیا اور حفاظت خود اختیاری میں اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اور پولیس نے اس کا چالان کرنا بے فائدہ سمجھا۔ دوسرے قتل میں قاتل کی قبر پر دعا پڑھنے اور اس سے ہمدردی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب احمدیوں کے پیشوا ہیں۔ قاتل قتل کے بعد اپنے فعل پر پچھتایا اور مرزا صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس کے حق میں دعا کر کے اس کا جرم معاف کرا دیں۔ خلیفہ کی حیثیت سے مرزا صاحب نے جو کچھ کیا اس میں ناجائز بات کوئی بھی نہ تھی۔ جہاں تک لوگوں کو شہر بدر کرنے کا تعلق ہے۔ صرف ایک کیس ایسا ہوا ہے جس

اشتہار شائع کرانے والے اصحاب سے

ہزاروں انسان الفضل کے ہر ایک لفظ کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں شائع شدہ ہر چیز کو خاص اعتماد کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے باوجود اس کے اجرت بالکل کم ہے۔ اس لئے الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیں

پرائیویٹ قطعات اراضی کے خریداران کو اطلاع

جن اصحاب نے ہماری معرفت بابو غلام الدین خانصاحب احمدی و بابو فضل خالق خانصاحب احمدی پسر بابو غلام محی الدین خانصاحب موصوف سے قادیان دارالامان کے محلہ دارالعلوم غربی میں قطعات اراضی بغرض رہائش ہماری معرفت خریدے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مالکان موصوف سے جب چاہیں بلاتامل اپنے خرید کردہ قطعہ یا قطعات کے متعلق اپنے خرچ پر رجسٹری یا داخل خارج کروا سکتے ہیں۔ جیسا کہ شرائط فروخت اراضی کے ذیل میں بھی زیر شرط ۵ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ

"اگر کوئی خریدار اپنی خرید کردہ زمین کے متعلق رجسٹری یا داخل خارج کروانا چاہے۔ تو اس کا انتظام اور جملہ اخراجات بذمہ خریدار ہونگے"

خاکساران:- محمد احمد و عبدالکریم پسران مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادیان

متعدد تکلیف دہ امراض کیلئے

عرق نور (رجسٹرڈ)

اپنی حیرت انگیز زود اثری کے باعث حد درجہ مقبول ہو چکا ہے۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی عزیز کو بڑھی ہوئی تلی ضعف جگر یا معدہ۔ کمی بھوک۔ کمزوری مثانہ۔ یرقان۔ دائمی قبض۔ پرانا بخار یا پرانی کھانسی جیسے امراض سے تکلیف ہو۔ تو اس کے لئے عرق نور اکسیر اعظم ثابت ہوگا۔

عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض خصوصاً بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے مجرب المجرب دوا ہے۔ ماہواری خرابی قلت خون اور درد کو دور کر کے رحم کو قابل تولید بناتا ہے یعنی خون ہونے کے علاوہ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی یا پیکٹ عہ مکمل خوراک پیکٹ ۱ روپیہ علاوہ محصولڈاک ۔

دیگر ادویات کی فہرست مفت طلب فرمائیں :-

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان پنجاب

دوکان سرمہ ممیرا

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح موعودؑ و حکیم نورالدین صاحبؓ

عرصہ تیس سال سے یہ سرمہ تیار ہوتا ہے۔ ککروں ابتدائی موتیا بند۔ جالا پھولا ناخونہ۔ آنکھوں سے پانی کا جاری رہنا نظر کی کمزوری۔ غرض تمام امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔ اس کے باقاعدہ استعمال سے نظر بڑھ جاتی ہے۔ کئی دوستوں کی عینکیں جنہوں نے اس سرمہ کا استعمال کیا اتر گئی ہیں۔ جو اب بغیر عینک استعمال کرنے کے لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ چند شہادتیں نمونہ کے طور پر درج کرتا ہوں۔ ایسی ہزارہا شہادتیں موجود ہیں۔ جنکا یہاں درج کرنا محال ہے۔

(۱) جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیان۔ اس سرمہ کے استعمال سے نظر تیز ہو جاتی ہے۔ (۲) جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب طبیب قادیان یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ نظر تیز کرتا ہے۔ اور مقوی بصر ہے۔ میں نے آزمایا ہے۔ (۳) جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ قادیان۔ اس سرمہ سے نظر تیز ہوتی ہے۔ پہلے میں بندوق کا نشانہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب دور سے دیکھ سکتا ہوں۔ (۴) جناب میر محمد اسحاق صاحب قادیان۔ آپ سرمہ کی خوبیوں کے ہم قائل ہیں۔ (۵) جناب عبدالغنی صاحب آفیسر فراشخانہ پٹیالہ۔ میں نے سولہ روپیہ کی عینک آپ کے سرمہ کے استعمال کرنے کی وجہ سے چھوڑ دی ہے (۶) جناب ملک مولا بخش صاحب اوورسیر قادیان۔ میری آنکھوں کی ہر قسم کی تکلیف آپ کے سرمہ سے رفع ہو گئی ہے۔ اب بغیر عینک پڑھ سکتا ہوں۔

ترکیب استعمال۔ صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جائیں قیمت خالص ممیرا ۳ ماہ کے لئے رعایتی فی تولہ قیمت ۵ر پہلی قیمت دس روپیہ فی تولہ تھی۔ سرمہ قسم خاص تین ماہ کے لئے رعایتی قیمت فی تولہ ۵ر پہلی قیمت دس روپیہ فی تولہ تھی۔ سرمہ درجہ اول قیمت فی تولہ عہ سرمہ درجہ اول سیاہ قیمت فی تولہ عہ سرمہ سلاجیت قیمت فی تولہ ۱۲ر قسم دوم فی تولہ ۸ر

سید احمد نور کابلی دوکان سرمہ ممیرا قادیان (پنجاب)

مژدۂ جانفزاء

ہم نے ہندوستان کے تجارتی و اقتصادی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک بڑے پیمانے پر ہر قسم کے خوشبودار اور دماغی کمزوری کے دور کرنے کے لئے تیل اور عطریات کا ایک کارخانہ کھولا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ آج سے بیشتر ایسے خالص تیل بنانے والا کارخانہ ہندوستان ہی میں نہیں۔ بلکہ یورپ کے کسی حصے میں بھی نہیں ہے۔ ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے ہمارے کارخانہ کا اصلی تیل حیات جہاں ہیر آئل ضرور استعمال کرے۔ قیمت فی شیشی دس آنے۔

ملنے کا پتہ:- **ماسٹر اللہ رکھا کشمیری بازار لاہور**

الطبیب لاہور

طب کا یہ بے نظیر مصور رسالہ قدیم و جدید معلومات کا بیش بہا گنجینہ ہندی نسخہ جات و اسراری مجربات کا گرانقدر خزینہ ہے جس میں حفظ صحت۔ تاریخ طب و الاطباء تذکرۂ حکما تفسیر الامراض و العلاج اور مجربات وغیرہ وغیرہ عنوانوں کے تحت میں ارض ہند کے مشاہیر اطباء کے نہایت قابل قدر مضامین و مجربات شائع ہوتے ہیں۔ طبقہ مرضیٰ کی سہولت کیلئے سوال و جواب کا سلسلہ بھی ہے۔ طبیب و غیر طبیب کیلئے یکساں مفید زیر ادارت جناب حکیم محمد شریف صاحب ایڈیٹر الحکیم ہر ماہ نہایت آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت چندہ سالانہ صرف ۲ ؛

ملنے کا پتہ:- **منیجر رسالہ الطبیب کٹڑہ علیخان وڈ بیرون چیدروازہ لاہور**

ہمارے آہنی خراس (بیل چکی) پر اڑھائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر

پچاس روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہوں گے۔

علاوہ ازیں

شہرہ آفاق آہنی رہٹ (آبپاشی کا بہترین اور کم خرچ طریقہ) تلوار ٹوکہ۔ بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چاف کٹرز۔ بادام روغن سیویاں۔ قیمے اور چاولوں کی مشینیں۔ زراعتی آلات اور دیگر مشینری منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے۔

اصلی اور اعلیٰ مال منگانیکا قدیمی پتہ

ایم اے رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ پنجاب

اٹلی اور ابی سینیا کی جنگ کی خبریں!

عشارہ ۲۱ اکتوبر۔ ابی سینیا کے جنوبی محاذ سے خوفناک جنگ کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابی سینیا کو جان و مال کا بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ اطالوی طیاریوں نے داگنیری اور شیلاوے کے مقام پر ابی سینیا کے سپاہیوں پر بم گرائے۔ مشین گنوں سے بھی بے شمار گولیاں برسائی گئیں۔ حبشی افواج نے نہایت دلیری سے ان کا مقابلہ کیا۔ اور زبردست دوبدو جنگ کے بعد انہیں پسپا کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حبشیوں کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ جنگ میں ۴۰ اطالوی اور ۵۰۰ حبشی ہلاک ہوئے۔ متعدد حبشی مجروح ہوئے۔

نیوز کرانیکل رقمطراز ہے۔ کہ جنگ میں شامل ہونے والے شاہی قافلے کی تیاریاں پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہیں۔ سامان خورد و نوش۔ میگزین اور دوسری ضروریات جنگ مہیا کر لی گئی ہیں۔ ملکہ حبشہ کے ساتھ دس ہزار حبشی خواتین جنگ میں حصہ لیں گی چالیس ہزار خواتین کا لشکر ملک کے مختلف حصوں میں تیار ہو رہا ہے

عدیس آبابا ۲۱ اکتوبر۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ابی سینیا کی افواج اطالوی سمالی لینڈ کی فوجوں پر حملہ کریں گی۔ اس سکیم سے ابی سینیا کا مقصد اوگاڈن پر اطالوی حملہ کی سکیم کو ناکام بنانا ہے۔ اطالوی افواج صحرائے ڈنکل کے رستہ پیش قدمی کر کے آرواش کے مقام پر ریلوے لائن کو توڑنا چاہتی ہیں۔ حبشی افواج ولی عہد ابی سینیا کے ماتحت اس حملہ کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ اڈوا اور اکسم میں اطالوی افواج کے خلاف مزاحمت نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ ابی سینیا کی خواہش ہے۔ کہ غنیم کو بغیر مزاحمت کے آگے بڑھنے دیا جائے۔ اور جب وہ پہاڑوں کے درمیان گھر جائے۔ تو چاروں طرف سے اس پر حملہ کر دیا جائے۔ سگرالو میں شہنشاہ کے داماد کی زیر قیادت ابی سینیا کی دس لاکھ سپاہیوں کی فوج ہے شہنشاہ نے گورنر ہرار کے مشورہ سے جنگ کی آخری تجاویز مرتب کر لی ہیں۔ جنگ کی کمان خود شہنشاہ حبشہ اور حبشی جرنیل کریں گے۔

عدیس آبابا ۲۱ اکتوبر۔ ابی سینیا کا وزیر جنگ فوجوں سمیت ڈیسی کے محاذ جنگ کو روانہ ہو گیا ہے۔ شہنشاہ حبشہ بھی اکتوبر کے اخیر ڈیسی روانہ ہو جائیں گے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر ماکیل کا مورچہ بھی اطالوی افواج نے سر کر لیا۔ تو ڈیسی کے نواح میں شدید جنگ ہو گی۔ ماکیل کے علاقہ میں اطالوی ہوائی جہازوں پر متعدد گولیاں برسائی گئیں

لنڈن ۲۱ اکتوبر۔ لنڈن کے سرکاری حلقوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ فی الحال بحیرہ روم میں برطانی ہوائی طاقت کو کم کئے جانے کی کوئی امید نہیں۔ یہ کمی صرف دو شرطوں پر کی جا سکتی ہے۔ اول یہ کہ اٹلی اپنی زائد فوجوں کو لیبیا سے ہٹالے اور اطالوی پریس برطانیہ پر حملے کرنا بند کر دے۔

اسکندریہ ۲۱ اکتوبر حفظ ماتقدم کے طور پر اسکندریہ میں فوجی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس وقت تک بہت سی توپیں انگلستان سے اسکندریہ پہنچ چکی ہیں۔

ضروری خبریں

ٹوکیو ۲۱ اکتوبر۔ روس اور جاپان کے تعلقات مانچوکو کی سرحدات پر دونوں ملکوں کی فوجی گاردوں کے باہمی تصادم کی وجہ کشیدہ ہو چکے ہیں۔ اور سمجھوتہ کی تمام کوششیں ناکام رہی ہیں اس لئے اب خطرہ ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔ مانچوکو کی سرحد پر اس وقت روس کے دو لاکھ فوجی سپاہی ہیں۔ نیز روس سائبیریا کے تیس ہزار باشندوں کی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ فوج جمع کر رہا ہے جس سے جاپان کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ بمبئی سے اطلاع موصول ہونے پر کہ گورنمنٹ ہند سونے کی برآمد پر دس روپے فی اونس محصول لگانا چاہتی ہے۔ مقامی بازار صرافہ میں سونے کا نرخ ۳۵ روپے سے گر کر ۲۸ روپے ہو گیا۔

قاہرہ کے مغرب میں واقعہ پہاڑیوں پر توپیں گاڑی جائیں گی۔ حکومت کی تمام ریلوں نے فوجوں کی نقل و حرکت کے لئے اپنی خدمات وزیر جنگ کے سپرد کر دی ہیں۔

عدیس آبابا ۲۱ اکتوبر۔ عدیس آبابا میں ایک امریکن ہسپتال کے انچارج کا بیان ہے۔ کہ ابی سینیا نے ۱۰ لاکھ آدمیوں کو اوگاڈن کے محاذ پر بھیجا ہے۔ اور اطالوی فوجوں کے اس لائن کو توڑنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ اٹلی کے بم۔ گیس اور مشین گنوں کی اہل حبشہ کے سامنے کچھ پیش نہیں جائے گی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی